شہناز صدیق

تمہارے سائے

سائرہ بیگم کی بات پر سب نے ہی کافی حیران ہو کر ان کی طرف دیکھا تھا کسی کو بھی اپنی سماعت پر یقین نہیں ہوا تھا۔ انہیں لگا جیسے ان سب کو سننے میں غلطی ہوئی ہو یا پھر سائرہ بیگم نے ہی بغیر سوچے سمجھے یہ فیصلہ لیا ہو' کچھ دیر کے بعد جب سوچ کے در وا ہوں گے تو وہ اپنے کہے سے مکرنے میں لمحے کی بھی تاخیر نہیں کریں گی' مگر در حقیقت ایسا کچھ بھی نہ تھا۔ ایک تو صورت حال بہت نازک تھی' دوسرا ان جیسی پاورفل شخصیت

مکمل ناول

سے ایسی توقع کسی صورت نہ کی جا سکتی تھی۔

وہاں موجود سب لوگ انہیں بہت اچھی طرح جانتے تھے اور بے یقین ہونے کی اصل وجہ بھی شاید یہ ہی تھی' ان کی بات سے انکار یا اختلاف تو کسی ایک کو بھی نہ تھا' مگر اتنا وقت گزرنے کے باوجود بھی سب ابھی تک چپ تھے اور یہ ہی بات سائرہ بیگم کو کھٹک رہی تھی۔

"کیا میں نے کچھ غلط کہہ دیا ہے. جو آپ سب اتنے خاموش اور حیران ہو کر مجھے دیکھ رہے ہیں؟؟" انہوں نے باری باری سب کی طرف دیکھا۔

"نہیں' آپ نے کچھ غلط نہیں کہا۔۔۔ ہم آپ کے فیصلے کی قدر کرتے ہیں اور آپ کی بات سے متفق ہیں۔" ان سب میں سے ایک نے جواب دیا جو رشتے میں عانیہ سعید کے سگے تایا تھے اور سب سے پہلا حق عانیہ پر ان ہی کا تھا' مگر ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ اپنے حق کو یہاں کسی صورت جتانا نہیں چاہتے تھے کیوں کہ' وہاں موجود دوسرے افراد کی طرح وہ بھی اچھی طرح جانتے تھے کہ حق تسلیم کرنے کی صورت ایک بہت بڑی ذمہ داری ان پر آپڑتی اور جسے نبھانا ان کے لیے بہت مشکل اور دشوار تھا' بلکہ وہاں موجود کوئی بھی دل سے راضی نہ تھا' سب ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے تھے۔ ایسے میں سائرہ بیگم کی بات نے حیرت و مسرت کے ساتھ ساتھ ان سب کے کندھوں سے ایک بہت بڑے بوجھ کو سرکا دیا۔ سب نے ہی بے اختیار اطمینان بھرا پرسکون سانس ہوا میں خارج کیا تھا۔

"کسی کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے میرے اس فیصلے سے؟" انہوں نے ایک بار پھر سے سب کی طرف دیکھا جن کی گردنیں نفی میں ہلنے میں لمحہ لگا تھا۔

دہلیز پر کھڑی عانیہ سعید کے دل پر گہری چوٹ پڑی تھی۔ اس نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اپنے چچا اور تایا کو دیکھا' ایسا نہیں تھا کہ اس کے پاس رشتے نہ تھے' رشتے تو تھے' مگر ان میں احساس اور اپنائیت شاید ختم ہو چکی تھی جب تک اس کے مما پاپا زندہ تھے' انہوں نے کسی طرح چہروں پر اپنے پن اور محبت و فکر کا نقاب چڑھائے رکھا اور آج جب اسے سب سے زیادہ ان کی ضرورت تھی تو انہوں نے کسی طرح بیگانے پن کا مظاہرہ کرتے منہ پھیر لیا تھا۔

"مما پاپا۔۔۔" نڈھال سے انداز میں اپنے کمرے میں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آتے ہی وہ بیڈ پر گر کے تڑپ تڑپ کر رو دی ایک ہفتہ پہلے تک تو سب کچھ ٹھیک تھا' مگر یہ ہی ایک ہفتہ تو ان کے ہنستے بستے گھر کو اجاڑ کر رکھ گیا تھا۔ وہ جتنا روتی کم تھا جتنا تڑپتی کم تھا۔ اس کا نقصان بہت بڑا تھا' جہاں ماں باپ کی دائمی جدائی نے اسے اندر باہر سے توڑ کر رکھ دیا تھا وہیں سگے رشتے داروں کے بدلتے رویوں نے بھی اس کی رہی سہی توانائی کو نچوڑ دیا تھا۔ وہ لاڈوں پلی محبت کی آغوش میں پروان چڑھنے والی اب یکلخت ہی تقدیر کی ستم ظریفی اور سنگ دلی کی لپیٹ میں آچکی تھی۔

"چلو عانیہ اپنا سامان پیک کرلو تمہیں سائرہ بیگم کے ساتھ جانا ہے۔" تایا جان اسی وقت اس کے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

"مگر تایا جان۔۔۔" وہ آنسو پونچھتے ان کے قریب آکھڑی ہوئی۔

"میں ان کے ساتھ کیسے جاسکتی ہوں' میں تو انہیں جانتی تک نہیں۔" اک موہوم سی امید کے تحت اس نے اپنے تایا کی طرف دیکھا' ہوسکتا تھا کہ وہ اسے روک لیتے فیصلہ بدل لیتے' مگر ہائے ری خوش فہمی۔

"وہ تمہاری مما کی فرسٹ کزن ہے اس لحاظ سے تمہاری خالہ ہوئی اور وہ تمہاری ذمہ داری لینے کو باخوشی تیار بھی ہے۔"

"اور آپ۔۔۔؟" اس نے شاکی نظریں اٹھائیں' وہ نظریں چرا گئے۔ عانیہ کے دل میں ٹیس سی اٹھی' اندر کی توڑ پھوڑ بڑھنے لگی۔

"دیکھو عانیہ۔۔۔" انہوں نے جیسے تمہید باندھنی چاہی' عانیہ کا دل چاہا کہ وہ ان سے چیخ چیخ کر کہے کہ اسے ان کی کسی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔

"ہم سب کے حالات تو تمہارے سامنے ہی ہیں میری پہلے ہی چار بیٹیاں ہیں اور ساجد (چچا) کی تین' حالات کبھی دونوں کے اجازت نہیں دیتے کہ ایک اور بیٹی کا بوجھ اٹھا سکیں۔" وہ بیٹی کو بوجھ کہہ رہے تھے جبکہ اس کے پاپا نے تو اس کی پرورش کسی شہزادی کی طرح کی تھی۔ کتنا فرق تھا پاپا میں اور ان میں' عانیہ نے دکھ اور تاسف سے سوچا۔

"تنگ دستی ایسی ہے سر تک اٹھانے نہیں دیتی معاشی و مالی دباؤ بھی کچھ کم نہیں' بس یوں سمجھ لو کہ فاقوں کی نوبت نہیں آئی' ورنہ حالات تو بہت ہی تنگ گزر رہے ہیں اور رہی سائرہ بیگم کی بات تو وہ معاشی طور پر کافی مستحکم ہے۔ اپر کلاس سے تعلق رکھتی ہے۔ تھوڑی موڈی ہے' مگر اس نے خود تمہیں ساتھ لے جانے کی بات کی ہے۔ ہم سب اسے اچھی طرح جانتے ہیں' اس لیے ہم میں سے کسی کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ تم وہاں زیادہ خوش رہو گی۔ جب بنا کہے تمہاری ہر ضرورت پوری ہوگی تو ہمیں دعائیں دیتی نہ تھکو گی' اس لیے اپنے دماغ سے ہر طرح کی فضول سوچوں کو جھٹک کر جانے کی تیاری کرلو۔"

اس نے امید و بیم کی کیفیت میں آخری بار ان کی طرف دیکھا' وہ کسی صورت سائرہ بیگم کے ساتھ نہیں جانا چاہتی تھی' مگر وہ اس کی نظروں کے ہر تاثر کو یکسر نظر انداز کیے باہر چلے گئے۔

☆ ☆ ☆

نا چاہنے کے باوجود بھی اسے ان کے ساتھ آنا پڑا۔ نارمل تاثرات لیے ان کے چہرے پر ایک نظر ڈال کر اس نے سیٹ کی بیک سے کمر ٹکادی۔ وہ ان کے ساتھ ہی بیٹھی تھی' مگر ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ گاڑی میں تنہا ہو۔ اسے گاڑی کے اندر کا ماحول کچھ سرد سا لگا۔ لمبا سانس ہوا میں خارج کرتے وہ آنکھیں موند گئی۔

اتنے دنوں کی بے خوابی اور ذہنی ٹینشن نے اسے ادھ موا کر چھوڑا تھا۔ بند پلکوں کے پار مملیا کے چہرے لہراتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

"مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا بلکہ زندگی کو جینے کے لیے نئے راستے تلاش کیے جاتے ہیں۔" اپنے قریب سے ابھرتی آواز پر اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولی تھیں۔ اس کی نظریں بے اختیار ہی سائرہ بیگم کے چہرے کی طرف اٹھیں' جو کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھیں۔ عانیہ کو اپنی سماعتوں پر شبہ سا گزرا کیا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

واقعی انہوں نے اس سے کچھ کہا تھا وہ کافی دیر ان کے دوبارہ بولنے کا انتظار کرتی رہی مگر پھر مایوس ہوتے پھر سے آنکھیں موند گئی۔ اسے یقیناً سننے میں غلطی ہوگی۔ آج کل تو ویسے بھی دماغ نے کام کرنا چھوڑا ہوا تھا۔

تایا جان کے رویے کے بارے میں ہی سوچتے نجانے کب اس کی آنکھ لگ گئی پھر کسی کے مدھم انداز میں پکارنے پر ہی اس کی آنکھ کھلی تھی' آنکھیں کھولتے اس نے اپنی دائیں طرف دیکھا سائرہ بیگم وہاں موجود نہ تھیں۔

"میڈم اندر رہیں اور میں آپ کو لینے آئی ہوں۔"

"اف کیا میں اتنی دیر سوتی رہی۔" منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے وہ دروازہ کھول کر باہر نکلی اور پھر جیسے دم بخود رہ گئی۔ وہ کوئی گھر نہیں بلکہ کوئی محل تھا۔ لڑکی کے ساتھ اندر کی طرف بڑھتے وہ مبہوت سی اردگرد بھی دیکھ رہی تھی۔

"میم یہ آپ کا کمرہ ہے' کسی چیز کی بھی ضرورت ہو تو آپ مجھے انٹر کام پر بلا سکتی ہیں۔" لڑکی کا لہجہ انتہائی نفیس اور پرکشش تھا۔ شکل سے وہ اسے ملازمہ ٹائپ ہرگز نہیں لگی تھی۔

"آپ اس وقت کیا لینا پسند کریں گی؟ چائے یا کافی۔۔۔؟"

"نہیں کچھ نہیں۔" وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"جی بہتر۔۔۔"

"سنو۔۔۔" وہ جانے لگی تو اس نے آواز دے کر روک لیا۔

"نام کیا ہے تمہارا؟"

"زینی۔" وہ مسکرائی تھی۔ عانیہ کو اس کی مسکراہٹ بہت بھلی سی لگی۔

"میرا نام عانیہ ہے' عانیہ سعید۔"

"بہت خوب صورت نام ہے آپ کا۔" عانیہ کی مسکراہٹ گہری ہوگئی' اسے وہ لڑکی کافی دلچسپ لگی تھی۔ اس لیے اپنائیت سے پوچھا "اور تم یہاں۔۔۔؟"

"کام کرتی ہوں۔۔۔"

"او۔۔۔" اس نے سمجھ کے انداز میں ہونٹوں کو گول کیا۔ تصدیق کے باوجود بھی اسے یقین کرنے میں دشواری ہوئی کہ وہ ملازمہ ہے۔ "پڑھی لکھی لگتی ہو۔"

"جی میں نے گریجویشن کیا ہے۔"

"واٹ۔۔۔؟" وہ ازحد حیران ہوئی۔

"پھر یہاں۔۔۔؟"

"بس جی مجبوری انسان سے کیا کچھ کروالے اسے کچھ پتا نہیں چلتا اور ویسے بھی پرکشش تنخواہ کے ساتھ ساتھ اور بھی کافی سہولتیں دستیاب تھیں تو۔۔۔"

"ہاں یہ تو تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ مجبوری انسان کو نجانے کہاں سے کہاں لے جائے۔" اس کی بات سے اتفاق کرتے عانیہ کے دل میں دکھ کی لہر سی اٹھی' دوسرے ہی لمحے خود کو سنبھالتے وہ پوچھنے لگی۔

"کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ اس گھر میں کون کون رہتا ہے؟"

"جی ضرور۔۔۔ میڈم سائرہ۔۔۔ جن کے ساتھ آپ آئی ہیں۔ مظہر صاحب' ان کے ہزبینڈ اور اشنا میم' ان کی صاحب زادی۔"

"بس۔۔۔ اتنے بڑے گھر میں صرف تین لوگ ہی رہتے ہیں۔" وہ ابھی تک حیران تھی۔

"جی۔۔۔ بالکل۔۔۔" زینی اس کی سادگی پر مسکرادی۔

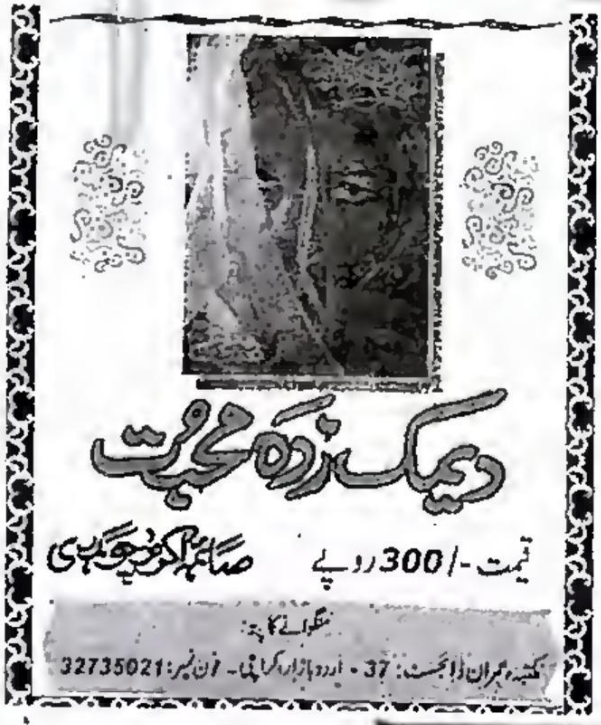

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"کیا اب میں جاؤں....؟"

"ہاں جاؤ۔؟" اس کے جانے کے بعد اس نے طائرانہ نظر پورے کمرے پر ڈالی۔

کمرا کافی کشادہ اور ویل ڈیکوریٹ تھا۔ وہ اپنے بیگ سے کپڑے نکالتے فریش ہونے کے لیے واش روم میں گھس گئی۔

☆ ☆ ☆

انکل مظہر سے اس کی ملاقات ڈنر پر ہوئی تھی۔ اس کے سلام کرنے پر انہوں آہستہ سے سر اثبات میں ہلاتے جواب دیا تھا۔ عانیہ کی نظروں نے بے ساختہ ہی اس وسیع و عریض ڈائننگ ہال کو سراہا تھا۔ ہر چیز امپورٹڈ اور نیو برانڈ تھی۔ اسی پل اشنا ڈائننگ ہال میں داخل ہوئی۔

"ہیلو مما پاپا۔" بے نیازی سے کہتے وہ سائرہ بیگم کے ساتھ والی کرسی پر آکر بیٹھ گئی۔ عانیہ کی آنکھیں اسے دیکھتے حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ بہت خوبصورت اور ماڈرن لڑکی تھی عانیہ کو خود سے اقرار کرنا پڑا کہ لیکن اس کے حیران ہونے کی وجہ اس کی خوب صورتی ہر گز نہ تھی بلکہ وہ لباس تھا جو اس نے زیب تن کرر کھا تھا۔ انتہائی چست ریڈ ٹراؤزر کے اوپر بلیک سلیولیس اسکن ٹائٹ پہنے وہ اپنے پاپا کے سامنے بالکل نارمل انداز میں بیٹھی تھی۔

عانیہ کو اپنے گھر کا ماحول یاد آگیا کس طرح وہ سر پر دوپٹا اوڑھ کر پاپا کے سامنے جاتی تھی۔ اس نے کنکھیوں سے مظہر صاحب کی طرف دیکھا کہ شاید وہ اسے کچھ کہیں مگر ایسا کچھ بھی نہ ہوا جیسا وہ سوچ رہی تھی۔ انہوں نے نارمل انداز میں کھانا کھایا اور پھر نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہال سے باہر چلے گئے۔

"اشنا یہ تمہاری کزن عانیہ ہے' اور عانیہ یہ اشنا ہے میری اکلوتی بیٹی۔"

"السلام علیکم!" اس نے مسکراتے ہوئے اسے سلام کیا تھا۔

"ہیلو۔" جبکہ وہ ایک سرسری سی نظر اس پر ڈال کر دوبارہ کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"عانیہ کیا کوالیفکیشن ہے تمہاری؟" وہ اشنا کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی جب سائرہ بیگم کے مخاطب کرنے پر ہڑبڑاتے ہوئے ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

"جی... خالہ جی۔" وہ ان کی بات ٹھیک سے سن نہیں پائی تھی مگر دوسری طرف سائرہ بیگم کے خوب صورت چہرے پر لمحوں میں ناگواری تھی۔

"واٹ خالہ۔" ان کے ماتھے پر سلوٹیں ابھرنے لگیں۔

"لسن۔ ڈونٹ کال می' اگین خالہ۔" وہ تو اچھی خاصی برہم دکھائی دے رہی تھیں۔ عانیہ کو بوکھلا کر رہ گئی۔

"تم مجھے آنٹی کہہ سکتی ہو۔ بٹ خالہ۔ نو۔ نیور اگین۔"

"جی۔" ان کی جزبز صورت دیکھتے عانیہ تو اس طرح شرمندہ ہونے لگی جیسے اس سے کوئی بہت بڑا گناہ ہو گیا ہو۔

"میں نے تمہاری تعلیم پوچھی ہے۔"

"جی۔ وہ۔ گریجویشن" اس کے گلے سے پھنسی پھنسی سی آواز نکلی تھی۔

"کر چکی ہو یا...."

"جی... جی... کر چکی ہوں۔" ان کے ابرو اچکا کر پوچھنے پر اس نے جواب دیا۔ ان کے یا کا مطلب وہ اچھی طرح سمجھ چکی تھی۔

"اوکے۔ کیا آگے پڑھنا چاہتی ہو؟" ان کے مزید استفسار پر وہ چپ سی رہ گئی۔ اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کیا جواب دے۔

"عانیہ۔ واٹس پرابلم ود یو۔ بار بار یوں مراقبے میں کیوں چلی جاتی ہو۔" اس کی مسلسل خاموشی نے سائرہ بیگم کو بھی تپا دیا۔ وہ برہم سی گویا ہوئیں۔

"وہ ایکچوئیلی آ... نٹی جی۔ میں پڑھنا تو چاہتی ہوں مگر آپ کا پہلے ہی بہت بڑا احسان ہے مجھ پہ...."

"زینی... زینی" ہاتھ اٹھا کر اس کی بات درمیان میں ہی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کاٹتے ہوئے وہ زینی کو آوازیں دینے لگیں۔
"یس میڈم۔" وہ لمحوں میں حاضر تھی۔ "کنفرم کرو اگر ایم اے کے ایڈمیشن اوپن ہیں تو اسے لے جاؤ اور اس کا یونیورسٹی میں ایڈمیشن کروادو۔" نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے اٹھتے ہوئے انہوں نے حکم صادر کیا۔
"جی میڈم ہوجائے گا۔"
"اس سے پوچھ لینا یہ کونسا سبجیکٹ لینا چاہے گی۔"
"جی۔ آپ فکر نہ کریں میں دیکھ لوں گی۔"
"او۔کے یو کین گو ناؤ۔" اس کے جاتے ہی انہوں نے اشنا کی طرف دیکھا جو تقریباً" کھانا کھا چکی تھی۔
"اشنا آج کہیں جانے کا تمہارا پروگرام ہے؟"
"نو مام۔ آج میں فری ہوں' اور اس وقت اپنے روم میں جاکر ریسٹ کروں گی۔"
"او۔کے سویٹ ہارٹ ایز یو وش۔" انہوں نے محبت سے اس کے گال کو چھوا اور پھر ساڑھی کا پلو سنبھالتی باہر نکل گئیں۔
"میں اس وقت اپنے روم میں جانا چاہتی ہوں اس لیے تم سے زیادہ بات نہ کرپاؤں گی' پلیز ڈونٹ مائنڈ۔" وہ اٹھتے ہوئے آہستہ سے بولی تھی جب کہ عانیہ نے سر اثبات میں ہلاتے "اٹس اوکے" کہا۔ اس کے جانے کے بعد وہ کتنی دیر وہاں اکیلے بیٹھی رہی پھر اپنے روم میں آگئی۔ نجانے کیوں۔ مگر مما پاپا ایک دم یاد آنے لگے تھے۔ ماں بیٹی کا پیار دیکھتے دل بھر سا آیا تھا۔ وہ بھی تو اپنے مما پاپا کی اکلوتی بیٹی تھی۔
پاپا بینک میں ایک اچھی پوسٹ پر فائز تھے۔ انہوں نے کبھی بھی کسی بھی چیز کی اسے کمی محسوس نہ ہونے دی تھی بن کہے ہی اس کی ہر ضرورت پوری ہوجایا کرتی تھی۔ ان کا گھر چھوٹا ضرور تھا مگر مما کے سلیقہ مند ہاتھوں نے اسے بہت سنوار کر رکھا تھا۔ کتنی آسودگی تھی اس گھر میں اور وہ کتنی مطمئن اور خوش رہا کرتی تھی مگر پھر ایک دم قسمت نے ایسا پلٹا کھایا کہ سب ختم ہوگیا۔ اس کی کھنکتی ہوئی ہنسی اس کی خود اعتمادی جیسے

پیارے بچوں کے لئے

پیاری پیاری کہانیاں

بچوں کے مشہور مصنف

محمود خاور

کی لکھی ہوئی بہترین کہانیوں پر مشتمل ایک ایسی خوبصورت کتاب جسے آپ اپنے بچوں کو تحفہ دینا چاہیں گے۔

ہر کتاب کے ساتھ 2 ماسک مفت

قیمت -/300 روپے
ڈاک خرچ -/50 روپے

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37 اردو بازار، کراچی۔ فون: 32216361

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مما پاپا کے ساتھ ہی رخصت ہو گئی۔ اس نے آج تک اپنا ہاتھ کسی کے سامنے نہ پھیلایا تھا۔

پاپا نے تو اس کا ہاتھ کبھی اپنے اور مما کے سامنے پھیلانے کی بھی نوبت نہ آنے دی تھی۔ مہینے بعد تنخواہ ملتے ہی وہ اک مخصوص رقم اس کے کمرے میں اس کے سرہانے رکھ دیتے جس سے اس کی مہینے بھر کی تمام ضرورتیں با آسانی پوری ہو جایا کرتیں۔ اسے کتابوں سے عشق تھا وہ اپنی پاکٹ منی کا زیادہ تر حصہ اچھی اچھی کتابیں خریدنے میں سرو کر دیا کرتی تھی۔ اس کے گھر کی چھوٹی سی لائبریری مختلف قسم کی کتابوں سے بھری پڑی تھی۔ وہ قدرے کم گو اور شرمیلی سی لڑکی تھی اسے بحث کرنی نہیں آتی تھی بلکہ زیادہ بولنا بھی اسے کبھی کبھی بہت دشوار لگتا۔ بھیگی بھیگی پلکوں کو جھپکتے وہ معصوم سی لڑکی اپنے آنسو اپنے اندر ہی اتارنے لگی۔

☆ ☆ ☆

اس کا ایڈمیشن ہو گیا تھا۔ آج یونیورسٹی جاتے اسے تیسرا دن تھا جب سائرہ بیگم نے اسے اپنے روم میں بلایا۔ ناک کرتے وہ اندر داخل ہو گئی۔

"السلام علیکم آنٹی جی۔ آپ نے بلایا۔"

"ہاں آؤ بیٹھو۔ میں تمہارا ہی ویٹ کر رہی تھی۔" خود پر پرفیوم اسپرے کرتے انہوں نے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ پر تکلف سے انداز میں ٹک گئی۔

"کوئی پرابلم تو نہیں ہوئی ایڈمیشن میں؟" وہ اب بالوں میں برش کر رہی تھیں۔

"نہیں۔" اس نے مختصر کہا۔

"ایڈجسٹ کر گئی ہو۔" برش رکھتے وہ دراز کی طرف جھکیں۔

"جی۔" جواب اب بھی مختصر سا تھا۔

"یہ لے لو۔" اس کے قریب آتے انہوں نے کچھ رقم اس کی طرف بڑھائی۔

"جی۔ یہ۔ میں۔" وہ پیسے دیکھ کر پہلے حیران ہوئی پھر ہچکچا سی گئی۔

"ہاں تم۔ یونیورسٹی جاتی ہو ظاہر ہے ضرورت تو پڑے گی۔"

"مگر آنٹی میں یہ کیسے لے سکتی ہوں۔" وہ پیسے لینے میں جھجک رہی تھی۔ ان کے ماتھے پر سلوٹیں ابھرنے لگیں۔

"کیوں۔ تم کیوں نہیں لے سکتی۔ اتنے سارے لوگوں کے سامنے میں نے تمہاری ذمہ داری لی ہے اور اپنی ذمہ داری کو پورا کرنا میں بہت اچھی طرح جانتی ہوں۔ جب تک تمہاری شادی نہیں ہو جاتی تمہاری ساری ضرورتیں میری ذمہ داری میں شامل ہیں۔"

اس بار ان کا لہجہ کچھ نرم سا ہو گیا۔

"مگر آنٹی یہ بہت زیادہ ہیں اور مجھے اتنے سارے پیسوں کی ضرورت نہیں۔"

"ضرورت پڑتے دیر نہیں لگتی۔" انہوں نے وہ پیسے اس کی گود میں ڈال دیئے۔

"زینی کے ساتھ جا کر اپنے لیے کچھ نیو ڈریسز بھی لے آنا اور اب جاؤ اپنے کمرے میں۔" ان کے حتمی انداز میں کہنے پر وہ کچھ بھی کہے بغیر کمرے سے نکل آئی۔

☆ ☆ ☆

وہ آج ساری دوپہر سوتی رہی تھی مگر اس کے باوجود بھی کسلمندی اور سستی محسوس کر رہی تھی۔ زینی کو چائے کا کہہ کر وہ لان میں چلی آئی۔

شام کے سائے پھیلنے ہی والے تھے۔ بچپن سے ہی اسے اس وقت میں عجیب سی اٹریکشن فیل ہوتی تھی۔ غروب آفتاب سے ذرا پہلے جو ارد گرد لالی چھائی تھی اسے پسند تھی جو اسے یہ احساس دلاتی تھی کہ 'ہر گرم دن کا اختتام ٹھنڈی شام پر ہوتا ہے اور اس ٹھنڈی شام کی لپیٹ میں آنے والی رات کا اختتام اک نرم اجلی صبح پر ہوتا ہے' اور یہ گردش لیل و نہار ہی تو احساس دلاتی ہے زندگی کی حقیقت کا اس کی سچائی کا' جس میں مگن انسان وقت کی ڈور سے جڑا زندگی جی لیتا ہے' اچھی یا بری یہ تو بعد کی بات ہوتی ہے۔

"عانیہ میم آپ کی چائے۔" اسی وقت زینی کی آمد

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

سے اس کا تسلسل ٹوٹا۔
"آؤ بیٹھو زینی۔" اس نے اپنی طرف بڑھائی جانے والی چائے کا کپ لیتے ہوئے کہا۔
"جی۔" زینی اس کے قریب ہی بیٹھ گئی۔
"اگر تم مجھے عانی کہو گی تو مجھے زیادہ اچھا لگے گا یہ میم ویم مجھے کوئی خاص پسند نہیں ہے۔" چائے کا سپ لیتے اس نے ہلکی سی ناک چڑھائی' انداز میں بلا کی معصومیت تھی۔ سر اثبات میں ہلاتے زینی مسکرا دی۔
"ویسے تم چائے کافی اچھی بناتی ہو۔"
"تھینکس۔ آپ سے ایک بات کہوں عانیہ؟"
"ہاں کہو نا۔"
"آپ بہت اچھی ہیں' دوسروں سے بہت مختلف' بہت پیاری بہت معصوم اور بہت سادہ۔"
"ارے بس بس۔ تم نے تو مجھے پتا نہیں کیا سے کیا بنا دیا' میں ایک بہت عام سی لڑکی ہوں اس گھر کے دوسرے افراد کی طرح ماڈرن' اسٹائلش اور غیر معمولی خوب صورت نہیں ہوں۔"
"آپ اسٹائلش اور ماڈرن نہیں ہیں۔ آپ خوب صورت نہیں ہیں یہ بات میں نہیں مان سکتی۔ آپ کے چہرے کا پہلا تاثر بہت بھلا' نرم معصوم اور انوکھا ہوتا ہے۔"
اسی وقت چوکیدار نے مین گیٹ کھولا اور بلیک کلر کی پراڈو اندر داخل ہوئی اس کے پیچھے ہی ایک جیپ بھی تھی۔ جس میں سے دو باوردی باڈی گارڈز ہاتھوں میں اسلحہ تھامے مستعدی سے باہر نکلے پھر ان میں سے ایک نے پھرتی مگر مکمل مودب انداز سے پراڈو کی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور پھر باہر نکلنے والی ہستی کو دیکھ کر تو عانیہ سعید جیسے پلک تک جھپکنا بھول گئی۔ بلیک ڈنر سوٹ میں نکھرا اتھرا خوشبوئیں بکھیرتا وہ جو کوئی بھی تھا انتہا کا پرکشش اور ڈیشنگ تھا۔ لان اور پورچ کا فاصلہ کچھ اتنا زیادہ بھی نہ تھا مگر اس کے باوجود اس نے اک سرسری سی نظر بھی لان کی طرف نہ ڈالی۔ پرفیوم اور کلون کی ملی جلی مہک عانیہ سعید کے نتھنوں میں بلا اجازت آگھسی۔ وہ بے نیاز سا شخص اسے کسی ریاست کا شہزادہ ہی لگا تھا۔ اک شان تمکنت سے وہ راہداری سے گزر کر اندر کی طرف بڑھ گیا' اور باڈی گارڈز وہیں چوکیدار کے پاس ہی کھڑے رہے۔
عانیہ کو وہ سارا ماحول ایک دم خالی خالی سا لگنے لگا۔ کیا کسی انسان کی شخصیت اتنی زور آور بھی ہو سکتی ہے کہ آئے اور چھا جائے' پلٹے اور تسخیر کرے۔ وہ فقط سوچ کر رہ گئی۔
"زینی یہ۔۔۔؟"
"یہ عرشمان صاحب ہیں۔۔۔ داؤد صاحب کے بیٹے؟ اور داؤد صاحب مظہر صاحب کے بڑے بھائی ہیں۔"
"او۔ اچھا۔ مگر یہ۔۔۔" اس کی نظر باڈی گارڈز کی طرف اٹھی' زینی اس کی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے بولی۔
"بڑے لوگ ہیں جی' سو طرح کی دشمنیاں ہوتی ہیں اور ویسے بھی داؤد صاحب کا سیاست سے تعلق ہے تو۔۔۔"
"او۔ اچھا۔"
"میں اندر جا رہی ہوں' سائرہ میڈم کو میری ضرورت ہو گی کیا آپ چلیں گی؟"
"نہیں تم جاؤ میرا ابھی موڈ نہیں ہے۔"
"جی بہتر۔" اس کے اندر جاتے ہی عانیہ نے اپنا سر کرسی کی پشت سے ٹکا دیا۔ سورج غروب ہو چکا تھا' وہ کافی دیر وہاں بیٹھی رہی۔ خوشبو کا جھونکا ایک بار پھر سے اس کی ناک سے ٹکرایا اس نے بے ارادہ ہی پورچ کی طرف دیکھا تھا۔ باڈی گارڈ دروازہ کھول رہا تھا اور وہ شہزادوں کی آن' بان شان رکھنے والا بھرپور مردانہ وجاہت کا شاہکار اپنی لشکارے مارتی نئی نکور گاڑی میں سوار ہو رہا تھا۔ دونوں گاڑیاں آگے پیچھے ہی گیٹ سے باہر نکلی تھیں وہ لمبا سانس ہوا میں چھوڑتی اندر جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

☆ ☆ ☆

داؤد صاحب نے ان سب کو ڈنر پر مدعو کیا تھا۔ اشنا نے تو طبیعت خرابی کی وجہ سے جانے سے انکار کر دیا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سائرہ بیگم نے زینی کے ہاتھ اسے پیغام بھیج دیا۔ وہ جانا نہیں چاہتی تھی مگر آنٹی سائرہ کو بھی ناراض ہونے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی اس لیے بے دلی سے اپنے کپڑے لے کر واش روم میں گھس گئی۔

"یہ تم تیار ہوئی ہو؟" وہ جیسے ہی لاؤنج میں آئی انہوں نے سر سے پیر تک اسے تنقیدی نظروں سے گھورا۔ بلیک کلر کے پکین سوٹ میں جس پر شاکنگ پنک پٹیاں لگی تھیں، پہنے وہ انہیں عام ونوں کی طرح ہی لگی۔ میک اپ کے نام پر اس نے اپنی بڑی بڑی براؤن آنکھوں میں کاجل تک نہ ڈالا تھا۔

"مم، میں ٹھیک تو ہوں آنٹی۔" ان کے دیکھنے کے انداز سے اسے عجیب سی سبکی کا احساس ہوا تھا۔

"وہ جو میں نے تمہیں پیسے دیے تھے اس کی تم نے ابھی تک شاپنگ کیوں نہیں کی؟"

"وہ۔۔۔ ابھی مجھے اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی۔"

"ابھی بھی تمہیں ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی۔" طنزیہ حیرت بھری نظروں سے انہوں نے ایک بار پھر سے اسے سرتاپا گھورا۔

"اب اگر یہاں آگئی ہو تو ہمارے اسٹیٹس کے مطابق خود کو تبدیل بھی کرو۔ تم سے زیادہ اچھے کپڑے تو اس گھر کے ملازم پہنتے ہیں۔ آئندہ اس بات کا خیال رکھنا اور چلو اب۔" ہتک و خجالت کے شدید ترین احساس سے اس کا چہرہ ایک دم سرخ ہوا تھا۔ اپنی ایسی تذلیل پر اس کا معصوم دل کافی دکھا تھا۔ اس کی آنکھوں کے کونے گیلے ہونے لگے۔ اپنی بھیگی بھیگی پلکیں جھپکتے سر جھکائے ان کے تعاقب میں چل پڑی۔ زینی نے تاسف بھری نظروں سے اس کو جاتے دیکھا تھا۔ اور یہاں آکر تو حقیقتاً" اس کے چودہ طبق روشن ہوگئے۔

"کیا واقعی وہ کوئی گھر ہی تھا۔ آنٹی سائرہ کا گھر تو اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہ تھا۔ اک غرور لیے سامنے کھڑی یہ شاندار عمارت کسی صورت بھی کسی محل سے کم نہ تھی۔ عانیہ سعید نے اسے دل ہی دل میں خوب سراہا تھا۔

ان کی گاڑی جیسے ہی وسیع و عریض پورچ میں آکر رکی ایک ملازم نے مودب انداز میں دروازہ کھولا تھا۔ راہداری کے شروع میں ہی ایک بے انتہا پرکشش لڑکی گرین کلر کی ساڑھی پہنے ہاتھوں میں بکے پکڑے ان کے انتظار میں کھڑی مسکرا رہی تھی۔

"گڈ ایوننگ میم۔" اس نے بکے سائرہ بیگم کی طرف بڑھایا۔

"صاحب کہاں ہیں تمہارے؟" سائرہ بیگم کے بکے تھامتے ہی مظہر صاحب نے پوچھا تھا۔

"جی۔ وہ اندر آپ کا ہی ویٹ کر رہے ہیں، آیئے پلیز۔" تھوڑا سا سر خم کرتے اس نے ہاتھ سے اندر کی طرف اشارہ کیا۔ اس کے دانت موتیوں کی طرح چمک رہے تھے۔

"تو کیا یہ بھی ملازم ہے، اف اتنی حسین۔" عانیہ کا حیرت کے باعث منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ ادائے نزاکت سے اپنے ساتھ چلتی اس لڑکی کو اس نے کنکھیوں سے کئی بار دیکھا تھا۔ انجانے میں وہ جس دنیا کا حصہ بن چکی تھی وہ واقعی اس کی دنیا سے یکسر مختلف تھی۔ کچھ دیر پہلے جو آنٹی کی بات سے اسے اپنی شدید انسلٹ فیل ہوئی تھی، یہاں آکر اسے احساس ہوا کہ انہوں نے ایسا کچھ غلط بھی نہ کہا تھا۔ اس نے خود پر ایک نظر ڈالی اور پھر احساس کمتری میں مبتلا ہونے لگی۔ کیا وہ کبھی ان لوگوں میں ایڈجسٹ کر پائے گی۔ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ لاکھ کوشش کے باوجود بھی وہ ان جیسا نہیں بن سکتی تھی۔ اندر کی بے چینی کو زائل کرنے کے لیے وہ اپنے نیچے والے ہونٹ کو بلاوجہ کچلنے لگی۔

"ویل کم ٹو مائے سویٹ پیلس مظہر۔" اسی دوران داؤد صاحب بڑے پرجوش انداز میں ان کی طرف بڑھے اور پھر مظہر صاحب کو گلے لگا لیا۔

"یونو یار آج ہم تین ماہ بعد مل رہے ہیں۔" وہ خوش دلی سے بولے تھے جب مظہر صاحب مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلا گئے۔

"زندگی کی مصروفیات نے کچھ زیادہ ہی بزی کر ڈالا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ہے ہمیں؟ ابھی بھی آپ اگر ڈنر پر نہ بلاتے تو آنا مشکل تھا۔"

"جانتا ہوں اسی لیے یہ اہتمام کیا ہے۔"

"بی جی کہاں ہیں؟" مظہر صاحب نے متلاشی نظروں سے ادھر ادھر دیکھا۔

"ملازمہ لینے گئی ہیں انہیں' وہ آتی ہی ہوں گی' تم بیٹھو تو سہی۔" اس دوران سائرہ بیگم اور عانیہ بالکل خاموش کھڑی رہیں۔

"اور تم کیسی ہو سائرہ؟" داؤد صاحب کے لہجے میں بڑے بھائیوں والا لاڈ تھا۔ وہ آہستہ سے سر اثبات میں ہلا گئیں۔ "میں ٹھیک ہوں بھائی جان۔"

"اشنا بیٹی نظر نہیں آرہی؟ کیا وہ نہیں آئی؟"

"جی۔ اس کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی اس لیے نہیں آئی۔"

"کیوں کیا ہوا اُسے؟" وہ ایک دم پریشان ہو گئے۔

"کچھ خاص نہیں بھائی جان بس سر میں درد تھا میڈیسن لے کر سوئی ہوئی تھی۔"

"او۔ اچھا!" پھر ان کی نظر اچانک اس پر پڑی۔

"اور اس پیاری سی بیٹی کا تعارف تو آپ نے کروایا ہی نہیں۔"

"یہ بھانجی ہے میری۔ والدین کی روڈ ایکسیڈنٹ میں ڈیتھ کے بعد اسے میں اپنے ساتھ لے آئی ہوں۔"

"اوہ ویری سیڈ۔" انہیں حقیقتاً دکھ ہوا تھا۔

"السلام علیکم انکل۔" اس کے سلام پر انہوں نے مسکراتے ہوئے آہستہ سے سر اثبات میں ہلایا۔ اسی دوران ملازمہ بی جی کی چیئر گھسیٹتی ہوئی لے آئی تو سب کی توجہ ان کی جانب ہو گئی۔ سب سے پہلے ان کی طرف بڑھنے والا مظہر صاحب ہی تھے۔

"کیسی ہیں بی جی؟"

"میں تو ٹھیک ہوں' مگر تم نے اس بار بڑی دیر کے بعد چکر لگایا ہے۔" ان کا ماتھا چومتے انہوں نے جیسے ہلکا سا شکوہ کیا۔

"بس بی جی مصروفیت ہی بہت رہی ہے۔" پھر سائرہ بیگم کے سلام کرنے کے بعد بی جی کی نظر کچھ نروس سی انگلیاں چٹخاتی عانیہ پر پڑی۔

"یہ بھانجی ہے میری بی جی۔" ان کی نظروں کا مطلب سمجھتے سائرہ بیگم نے تعارف کروایا وہ اک جھجک لیے آگے بڑھی اور پھر انہیں سلام کرتے اپنا سر ان کے سامنے جھکا دیا۔ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ان کی آنکھیں ایک لمحے کے لیے چمکیں۔ آج کے دور میں بڑوں کا ایسا احترام۔ عانیہ سعید کا پہلا ہی تاثر بہت اچھا پڑا تھا۔

"عرشان کہاں ہے بی جی نظر نہیں آرہا۔"

"اس کا فون آیا تھا' تھوڑی ہی دیر میں گھر پہنچنے ہی والا ہے۔" سائرہ بیگم کے پوچھنے پر انہوں نے بتایا۔ پھر وہ سب تو باتوں میں مصروف ہو گئے اور عانیہ سعید وہاں بے وجہ ہی بور ہوتی رہی۔

"عانیہ اگر تم بور ہو رہی ہو تو ملازمہ کے ساتھ جا کر گھر دیکھ لو۔" سائرہ بیگم کو ہی آخر اس کی بوریت کا احساس ہوا تو انہوں نے کہہ دیا۔ عانیہ نے بے ساختہ تشکر بھرا سانس لیا اور پھر ملازم کی رہنمائی میں لان کی طرف آگئی۔ شام کے سائے ڈھل رہے تھے اس کا پسندیدہ وقت شروع ہو چکا تھا۔ دھیمے سے مسکراتے وہ پھولوں کی باڑ کے پاس آکھڑی ہوئی۔ سبز گھاس پر چنبیلی کے سفید پھول گرے بہت خوب صورت لگ رہے تھے وہ آہستہ سے جھکی اور پھر انہیں دوپٹے کے پلو میں اکھٹا کرنے لگی۔

"ہیلو کون ہیں آپ؟" بارعب گمبھیر' پرکشش مردانہ آواز پر وہ بوکھلاتے ہوئے پلٹی۔

"کون ہو تم۔ اور یہاں کیا کر رہی ہو؟" عرشان داؤد نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

عانیہ سعید اسے لمحوں میں پہچان گئی تھی۔ وہ عرشان داؤد تھا' داؤد انکل کا بیٹا' مظہر انکل کا بھتیجا' اور اس گھر کا اکلوتا چشم و چراغ۔ لمحوں میں دلوں کو تسخیر کرنے والا جادوگر جبکہ اس کے برعکس عرشان داؤد اسے بھرپور اجنبی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے نہیں جانتا تھا۔ اس نے اسے پہلی بار دیکھا تھا مگر اس

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

کے باوجود بھی وہ اس چہرے کے پہلے تاثر کو دیکھتے ایک لمحے کے لیے ٹھٹکا ضرور تھا۔
"کیا پاپا نے کوئی نئی ملازمہ رکھی ہے؟" اس سوچ کے دماغ میں آتے ہی اس نے ایک بار پھر سے اسے سر تا پیر گھورا۔
"کیا تم نئی ملازمہ ہو؟"
"جی!" عانیہ کی تو جیسے پوری آنکھیں کھل گئیں۔ بے عزتی کے احساس سے چہرہ سرخ ہو گیا۔ کیا واقعی وہ ملازمہ لگ رہی تھی۔
"کب اپوائنٹ کیا ہے پاپا نے تمہیں؟" وہ اس کے جی کو اپنے ہی معنی میں لیتے دوبارہ بولا' شدید ہتک محسوس کرتے اس کی آنکھیں پانی سے بھرنے لگیں۔
عرشان داؤد کی آنکھیں ان جھیل کٹوروں پر ٹھہر سی گئیں۔ لبالب پانی سے بھرے کٹورے چھلکنے کو بے تاب' عرشان داؤد کو عجیب سی کشمکش میں مبتلا کرنے لگے۔
"عانیہ میم کھانا لگ گیا ہے سب لوگ آپ کا اندر ویٹ کر رہے ہیں۔" اس سے پہلے کہ وہ ضبط کھو دیتی ملازمہ کے پکارنے پر اندر کی طرف بھاگ گئی۔
"میم؟۔ انتظار؟" وہ حیران حیران سا اس کے پیچھے اندر کی طرف بڑھا تھا۔
"السلام علیکم!" ڈائننگ ہال میں داخل ہوتے اس نے سب کو مشترکہ سلام کہا تھا' اور پھر عانیہ پر اس کی نظر جیسے ٹھہر سی گئی جو سر جھکائے آنٹی سائرہ کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی تھی۔ یعنی وہ ملازمہ نہیں تھی۔ تو پھر کون تھی۔؟
"چینج کر کے آجاؤ ہم تمہارا ہی ویٹ کر رہے تھے۔"
"جی آپ شروع کیجیے میں بس پانچ منٹ میں آیا۔" پاپا کے کہنے پر وہ عانیہ کے جھکے سر پر زیر سوچ نظر ڈالتا الجھتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ وہ کھانے کے ساتھ ساتھ پاپا اور چچا جان سے باتوں میں بھی مصروف تھا۔ نظریں گاہے بگاہے عانیہ کی طرف بھی اٹھ جاتیں جو اسے مکمل طور پر نظر انداز کیے ہوئے تھی۔ اس نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر اس کی طرف نہ دیکھا تھا۔ عرشان داؤد کو ندامت سی ہونے لگی۔ اپنے مہمانوں کے ساتھ اس طرح کا سلوک کرنے کی تو اسے تربیت نہ دی گئی تھی' انجانے میں ہی سہی مگر وہ غلطی کر چکا تھا اور اب جبکہ اسے پتا چل چکا تھا کہ وہ آنٹی سائرہ کی بھانجی ہے تو گلٹ اور بڑھ گیا تھا۔
"ایکسکیوزمی مس عانیہ۔" واپسی پر وہ سر جھکائے سب سے پیچھے چلی آرہی تھی جب اس کے پکارنے پر نا چاہتے ہوئے بھی رک گئی۔ "سوری' اگر آپ میری وجہ سے ہرٹ ہوئی ہیں میں نے وہ سب جان بوجھ کر نہیں کہا تھا۔" عانیہ اس سے کوئی بھی بات کیے بغیر آگے بڑھ گئی۔ اسے روبرو پاتے ہی وہ عجیب سی کیفیت کا شکار ہونے لگتی اور یہ ہی چیز اسے الجھن میں مبتلا کر رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

بی جی آج مجھ سے ایک غلطی ہو گئی۔
"کیوں کیا ہوا؟" رات وہ بی جی کی گود میں سر رکھے کہہ رہا تھا جب انہوں نے پوچھا۔
"وہ جو آنٹی سائرہ کی بھانجی آئی تھی نا ان کے ساتھ۔"
"ہاں وہ۔۔۔
ماشاء اللہ کافی سلجھی ہوئی اور پیاری بچی تھی۔ اس کے انداز و اطوار دیکھتے صاف پتا چلتا ہے کہ بہت اچھے طریقے سے اس کی پرورش کی گئی ہے۔ سلام کرنے کے بعد اس نے بڑے احترام سے سر جھکایا تھا ورنہ آج کل کے بچوں میں تو ایسی اخلاقیات سرے سے ہی نہیں پائی جاتیں۔"
"میری بھی تو سنیے نا۔" بی جی کی تعریفیں اس کے اندر کے گلٹ کو اور بڑھاتی جا رہی تھیں اس لیے زچ ہوتے ہوئے بولا۔
"ہاں' ہاں کہو پتر جی میں سن رہی ہوں۔"
"وہ ایکچوئلی۔ میں اسے ملازمہ سمجھ بیٹھا تھا۔"
"کیا۔۔۔؟" بی جی کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"عرشمان یہ کیا حرکت کی بیٹا آپ نے' کیا وہ آپ کو ملازمہ لگی تھی' اتنی موہنی اور پیاری صورت تھی اس کی میری تو ابھی تک نظروں میں گھوم رہی ہے۔" انہیں حقیقتاً" دکھ ہوا تھا۔

"اوہو۔ بی جی کہا تو ہے کہ غلطی ہوگئی۔" وہ جھنجلا سا گیا' یہ اس کی طبیعت کا خاصا تو نہ تھا مگر دل کی بے چینی اس کی سمجھ سے باہر تھی۔

"تو بیٹا آپ نے اس سے ایکسکیوز کرلینی تھی۔" وہ اس کے ماتھے کے بل سمیٹتے ہوئے جھٹ سے بولیں۔

Downloaded From
Paksociety.com

"کی تو تھی۔"

"پھر۔"

"پھر کیا۔ نور پلائی' لگتا ہے کہ وہ کچھ زیادہ ہی مائنڈ کر گئی تھی۔"

"تو بیٹا اسے کرنا بھی چاہیے' اب اگر کوئی آپ کو ملازم کہے تو آپ کو کیسا لگے گا۔"

"کیوں۔ کوئی مجھے ملازم کہے گا' میری شکل ملازموں جیسی ہے کیا۔" وہ برہم سا گویا ہوا بی جی مسکرادیں' واقعی اس کی شکل تو شہزادوں جیسی تھی۔ تو کیا اس لڑکی کی صورت ملازموں جیسی تھی۔

"آپ اس سے دوبارہ ایکسکیوز کرلیں مائے سن۔"

"جی کرلوں گا۔" سر اثبات میں ہلاتے وہ تابعداری سے بولا تھا' بی جی تو اس کی اس ادا پر نثار ہی تو ہوگئیں۔

"نہیں اپنا یہ پوتا حد سے زیادہ عزیز تھا اگر یوں کہا جائے کہ اس کے اندر ان کی جان بستی تھی تو کچھ غلط نہ ہوگا' عمارہ کے جانے کے بعد انہوں نے ہی اس کی پرورش کی تھی' اس کی شخصیت کو نکھارنے میں اپنی طرف سے تو انہوں نے کوئی کثر نہ چھوڑی تھی۔ کچھ وہ خود بھی بہت سلجھی ہوئی طبیعت کا مالک تھا' ایک دفعہ بی جی نے جس بات سے منع کردیا تو دوبارہ پلٹ کر وہ بات نہ کی' عورت ذات کے حوالے سے اس کی سوچیں کچھ منتشر اور مبہم سی تھیں۔ عورت کے لیے وہ اک خاموش سمندر کی مانند تھا جس میں آج تک پہلا پتھر پھینکنے کی کسی میں ہمت نہ ہوئی تھی۔

مما جب اسے چھوڑ کر گئی تھیں تو اس کی عمر فقط سات سال کی تھی ذہن کچا تھا اور دل معصوم' اگر بی جی کا سہارا نہ ہوتا تو عورت ذات کے لیے اس کے دل میں اب تک شدید نفرت پیدا ہوچکی ہوتی' مما کا کردار اک آئینے کی طرح اس کے سامنے تھا۔ مما کے ڈاج سے پاپا ٹوٹ گئے تھے بکھر گئے تھے' عورت ذات سے نفرت کرنے لگے تھے' مگر وہ ایسا نہیں کرپایا تھا وہ اگر عورت سے نفرت نہیں کرتا تھا تو محبت بھی نہیں کرپایا تھا۔ وہ بی جی کو ٹوٹ کر چاہتا تھا اور شاید یہ ہی وجہ تھی کہ وہ عورت سے نفرت کرنے میں خود کو کمزور پاتا تھا' مگر اس بار محبت اسے چن چکی تھی اور محبت کا تو کام ہی انسان کو اپنی اسیری میں لے کر بے بس کرنا ہوتا ہے۔

☆ ☆ ☆

وہ آج خاص طور پر اس سے ایکسکیوز کرنے کے ارادے سے وہاں آیا تھا۔ ڈرائنگ روم میں بیٹھتے ہی اس نے زینی سے عانیہ کو بلانے کے لیے کہا تو زینی نے خاصی حیرت سے اس کی طرف دیکھا تھا۔ اپنے کام سے کام رکھنے والے عرشمان داؤد کا اس طرح سے عانیہ کو بلانا قابل حیرت ہی تو تھا جب زینی نے پیغام عانیہ تک پہنچایا تو وہ بھی کافی حیران ہوئی تھی۔

"وہ مجھ سے کیوں ملنا چاہتا ہے؟"

"یہ تو مجھے بھی پتا نہیں مگر وہ ڈرائنگ روم میں آپ کا ویٹ کررہے ہیں۔ آپ جائیے میں چائے لے کر آتی ہوں۔" زینی کے جانے کے بعد وہ آئینے کے سامنے آکھڑی ہوئی' گھریلو سا وہ سا پرپل اور وائیٹ سوٹ' دھلا دھلایا صاف شفاف چہرہ۔

"ہاتھ سے کپڑوں کی سلوٹیں دور کرتے سر پر دوپٹا اوڑھ کر وہ ڈرائنگ روم میں چلی آئی۔

"السلام علیکم!" اندر داخل ہوتے ہی اس نے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام۔" یکلخت وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"پلیز بی سیٹڈ"

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"تھینکس۔"

"زینی بتا رہی تھی کہ آپ مجھ سے ملنے آئے ہیں۔ خیریت؟" اس کے سامنے والے صوفے پر براجمان ہوتے اس نے نارمل سے انداز میں پوچھا' ورنہ اسے روبرو پاتے دل کی حالت غیر ہونے لگتی تھی۔

"ایکچوئلی اس دن کے حوالے سے میں آپ سے معذرت کرنے آیا ہوں۔" عانیہ نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا' وہ واقعی نادم نظر آرہا تھا۔

"اٹس اوکے۔" اسی وقت زینی چائے کے ساتھ دیگر لوازمات سے سجی ٹرالی گھسیٹتے اندر داخل ہوئی۔

"ایم سوری میں عانیہ' میں اس وقت کچھ بھی نہیں لے پاؤں گا۔ آئی ہیو شارٹ ٹائم' بہت اہم میٹنگ اٹینڈ کرنی ہے۔ آئی ہوپ آپ مائنڈ نہیں کریں گی۔ میں تو بس آپ سے ایکسکیوز کرنے آیا تھا۔"

وہ دھیرے سے مسکراتے اٹھ کھڑا ہوا۔ عانیہ سعید کی نظریں اس کی مسکراہٹ پر جم سی گئیں۔ کیا کسی مرد کی مسکراہٹ اتنی خوب صورت بھی ہو سکتی ہے۔ وہ سوچ کر رہ گئی۔

☆ ☆ ☆

اشنا کی برتھ ڈے پارٹی کو کافی بڑے پیمانے پر ارینج کیا گیا تھا۔ وہ تو لان کی سجاوٹ دیکھ کر ہی دنگ رہ گئی۔ ایسے لگتا تھا جیسے کسی کی شادی کے فنکشن کی تیاری ہو رہی ہو۔ ساری ڈیکوریشن کو سراہتی ہوئی نظروں سے دیکھتے وہ اپنے کمرے میں چلی آئی۔ وہ یہ ہی سوچ رہی تھی کہ فنکشن میں کونسا سوٹ پہنے کہ اسی وقت ناک کرتے زینی اندر داخل ہوئی۔

"عانیہ آپ کو میڈم سائرہ اپنے روم میں بلا رہی ہیں۔" وہ سر ہلاتے سائرہ بیگم کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

جو اپنے سامنے بیڈ پر وائیٹ کلر کا نہایت خوب صورت فراک پھیلائے سوچوں میں گم تھیں۔

"میں آجاؤں آنٹی؟"

"ہاں' ہاں آجاؤ' میں تمہارا ہی ویٹ کر رہی تھی' یہ ڈریس کیسا ہے؟" انہوں نے وہی فراک اس کے سامنے کیا۔ فراک کے گھیراؤ اور چمک دھمک نے حقیقتاً" اس کی آنکھیں خیرہ کر دی۔

"بہت بہت' زبردست ہے آنٹی؟" اس نے کھلے دل سے تعریف کی تھی۔

"یہ میں تمہارے لیے لائی ہوں' آج رات کے فنکشن کے لیے۔"

"جی" حیرت سے اس کی زبان گنگ سی رہ گئی۔ اسے کسی صورت یقین نہ آیا تھا۔

"ٹاٹ اگین عانیہ' کتنی بار میں تمہیں کہہ چکی ہوں کہ کوئی بھی بات کرنے سے پہلے ہمارے اسٹیٹس کو مدنظر رکھ لیا کرو۔ تم مشرقی لباس پسند کرتی ہو اس لیے' میں نے تمہارے لیے یہ خریدی ہے جبکہ اشنا مغربی لباس پسند کرتی ہے تو اس نے اپنے لیے میکسی خریدی ہے۔

آج پہلی بار تم ہمارے سرکل میں متعارف کروائی جاؤ گی اور سب تمہیں سائرہ بیگم کی بھانجی کی حیثیت سے ہی ملیں گے اور یہ میں کسی صورت برداشت نہیں کرپاؤں گی کہ تم کسی سے بھی کم نظر آؤ' یہ لو' اور اب جاؤ' مہمان آنے ہی والے ہوں گے۔ تیار ہو جاؤ جاکر۔"

اس نے ان کے ہاتھ سے فراک لی اور پھر اپنے کمرے میں آگئی۔ ڈریس کی ٹینشن تو ختم ہو گئی تھی مگر یہ بھی سچ تھا کہ حیرت کسی صورت ختم نہ ہو رہی تھی۔ وہ شاید آنٹی سائرہ کو ٹھیک سے سمجھ نہیں پائی تھی۔ وہ اوپر سے سخت' کرخت' گھمنڈی نظر آنے والی اندر سے بالکل برعکس تھیں۔ وہ ہر چیز پرفیکٹ چاہتی تھیں۔ معمولی سی چیز ان سے جڑ کر خاص ہو جاتی تھی۔ وہ خود کو نمایاں رکھنے کی عادی تھیں پھر وہ کس طرح گوارا کر لیتیں کہ ان کی بھانجی اس فنکشن میں معمولی کپڑوں میں نظر آئے۔ وہ ظاہر نہیں کرتی تھیں مگر انہیں عانیہ کی پروا تھی مگر ان کا پروا کرنے کا انداز ذرا مختلف تھا' اور عانیہ سعید کو یہ بات اب بڑی تفصیل سے سمجھ آچکی تھی۔ وہ ایک اخروٹ کی طرح کی تھیں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جو بظاہر سخت نظر آتا ہے مگر اندر سے انتہائی نرم ہوتا ہے۔ وہ اک رشتے کی ڈور سے بندھی اس گھر میں موجود تھی اور آج اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ رشتہ اتنا کچا ہرگز نہ تھا۔ عانیہ کے ہونٹوں کو دھیمی سے مسکراہٹ نے چھو لیا۔

وہ ڈریس لے کر واش روم میں گھس گئی اور پھر جب چینج کر کے قد آدم آئینے کے سامنے آکر کھڑی ہوئی تو خود کو دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ فراک کی فٹنگ پرفیکٹ تھی وہ اس میں باربی ڈول ہی لگ رہی تھی۔ کتنی دیر تو پلک جھپکے بغیر وہ خود کو دیکھتی رہی۔ کیا واقعی وہ اتنی خوب صورت تھی۔ اس نے تحیر سے سوچا

اسی وقت ناک کرتے آنٹی کمرے کے اندر داخل ہوئیں اور یہ ان دو ماہ میں پہلا موقع تھا کہ وہ خود سے چل کر اس کے روم میں آئی تھیں۔ اسے دیکھتے ان کی آنکھوں میں جو پہلا تاثر ابھرا تھا وہ ستائش و پسندیدگی کا تھا۔ عانیہ جھینپ سی گئی۔

"ڈریس لیتے وقت مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہ تم پر اتنا سوٹ کرے گا۔" تعریف تھوڑے مختلف انداز میں کی گئی تھی مگر عانیہ مسکرا دی۔

"میک اپ کیوں نہیں کیا تم نے؟"

"وہ... آنٹی میں نے زندگی میں کبھی میک اپ نہیں کیا۔" انہوں نے انٹر کام پر زینی کو آنے کے لیے کہا۔

"زینی اس کا میک اپ کر دو چونکہ اس نے زندگی میں کبھی میک اپ نہیں کیا تو بہت سوفٹ اور لائٹ ٹچ دینا۔" زینی کو کہتیں وہ ساڑھی کا پلو سنبھالتی باہر چلی گئیں' انہیں خود بھی جا کر تیار ہونا تھا' اشنا تو کب سے پارلر گئی ہوئی تھی۔

زینی نے سائرہ بیگم کی ہدایت پر پورا پورا عمل کیا تھا' اور پھر جیسے زینی کی نظر اس کے خوبصورت چہرے پر ٹھہر سی گئی۔

"ماشاء اللہ! آپ بہت خوب صورت لگ رہی ہیں عانیہ' اللہ نظر بد سے بچائے۔" اس کے کانوں میں لائٹ سے ٹاپس پہناتے زینی نے کہا جبکہ حیران حیران سی عانی کتنی دیر خود کو آئینے میں دیکھتی رہی۔

"یہ سب اس ڈریس اور میک اپ کا کمال ہے ورنہ میں تو وہی پرانی سی عانیہ سعید ہوں۔" اس کے سادگی اور معصومیت سے کہنے پر زینی مسکرا دی۔

☆ ☆ ☆

اشنا کا لباس آج کے دن بھی عانی کو کافی نامناسب لگا۔ عانیہ سعید نے سوچا اگر وہ اس وقت مغربی کے بجائے مشرقی لباس میں ہوتی تو انتہا کی حسین لگ رہی ہوتی مگر ساری بات ہی اپنی اپنی پسند کی ہے۔ تمام مہمان آچکے تھے۔ آنٹی سب سے اس کا بڑھ چڑھ کے تعارف کروا رہی تھیں۔ ان کی اس قدر محبت و اپنائیت پر عانیہ خود کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔ اس کے چہرے پر اتنی خوشی تھی کہ وہاں موجود کئی لوگوں کی نظر ٹھٹکی تھی۔

اس پل عرشمان داؤد اندر داخل ہوا تھا۔ عانیہ کی نظر جیسے اس پر ٹھہر سی گئی۔ نیوی بلو سوٹ میں وہ حسب معمول اس وقت بھی مردانہ وجاہت کا دلکش شاہکار نظر آرہا تھا بے ساختہ ہی عانیہ کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی' وہ دشمن جاں اسی کی طرف ہی آرہا تھا' عانیہ سعید کے پورے وجود میں پھریری سی گھومی' چہرے پر پسینے کی چھوٹی چھوٹی بوندیں نمودار ہونے لگیں۔ یہ کیسا احساس اس ایک لمحے میں اس پر آشکار ہوا تھا' یہ کیسا ادراک تھا' یہ کیسی آگہی تھی' اس کی آنکھوں کے کونے نمکین پانی کی لپیٹ میں آنے لگے۔ وہ قریب آچکا تھا' عانیہ نے آہستہ سے اپنا سر جھکا لیا۔

"السلام علیکم عانیہ' کیسی ہیں؟" عانیہ نے ہولے سے سر اٹھایا... عرشمان داؤد بے اختیار ٹھٹکا' عانیہ کی آنکھوں کا بھیگا بھیگا تاثر اسے وہیں منجمد کر گیا۔ عرشمان داؤد نے بغور اس چہرے کو دیکھا تھا' سرسری اٹھی نظر کب گہری ہوتی گئی اسے خود بھی احساس نہ ہوا۔ وہ دونوں ہی اردگرد سے غافل عجب خود فراموشی میں کتنی دیر ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔ کافی دیر کے بعد ہی وہ خود میں لوٹے تھے' عرشمان داؤد کی آنکھوں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

میں حیرت جبکہ عانیہ سعید کی آنکھوں میں نمی تھی فقط اک لمحہ لگا تھا اور وہ عام چہرہ عرشمان داؤد کے لیے خاص بنا گیا خوب صورتی تو کبھی بھی عرشمان داؤد کی طلب نہ تھی تو پھر آخر کیا تھا اس چہرے میں....

"عانیہ کیسی ہیں آپ؟" تھوڑی دیر کے بعد عرشمان داؤد نے دوبارہ پوچھا۔ وہ جواب دینے کی پوزیشن میں ہر گز نہ تھی اس لیے تقریباً" دوڑتے ہوئے وہاں سے پلٹی تھی۔ اشنا کے قریب آکر کھڑے ہوتے وہ کتنی دیر اپنے تیز تیز دھڑکتے دل کی دھڑکنیں سنبھالتی رہی۔

"آریو اوکے عانیہ!" اشنا کے پوچھنے پر وہ آہستہ سے سر اثبات میں ہلا گئی اور پھر وہ پورے فنکشن کے دوران عرشمان داؤد کی نظریں خود پر محسوس کرتی رہی۔

"اف کتنی گہری نظریں ہیں اس بندے کی۔" اس کے گالوں سے اچھی خاصی تپش نکلنے لگی۔ اپنے دونوں گالوں کو تھپکتے وہ قدرے کم رش والی جگہ پر ایک کرسی پر آکر بیٹھ گئی۔ اس وقت وہ آنٹی سائرہ اور اشنا کے ساتھ کھڑا باتوں میں مصروف تھا مگر اس کے باوجود بھی اس کی نظروں کی گرفت میں وہ بار بار آرہی تھی۔ وہ کسی بات پر ہنسا تھا عانیہ کا دل اندر سے دھڑکا تھا نظر ٹھہر سی گئی اس کی نظروں کے ارتکاز کو محسوس کرتے عرشمان داؤد کی مسکراہٹ گہری ہو گئی اور پھر تھوڑی دیر کے بعد ہی اس نے اسے اپنی طرف آتے دیکھا۔ وہ اٹھنے لگی.... مگر یہ کیا کمر کے پیچھے سے اس کی فراک کسی چیز میں بری طرح پھنستے ہوئے الجھ کر رہ گئی۔ وہ ایک دم پریشان ہو گئی۔ اس نے اپنی طرف کھینچتے تھوڑا ہی زور لگایا تھا جس کے نتیجے میں فراک پھٹنے کی آواز صاف سنائی دی گھبراتے ہوئے اس نے بے اختیار ہی ارد گرد دیکھا کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہ تھا مگر عرشمان داؤد اس کے قریب آچکا تھا۔ اس نے اپنی کمر کو کرسی کی بیک سے چپکا سا لیا وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کی فراک کمر کے کس حصے سے اور کس حد تک پھٹی تھی۔

"اف اللہ جی یہ کیا ہو گیا۔" اس کا سر جھک گیا آنکھیں لبالب پانی سے بھرنے لگیں۔ اس سے پہلے کہ اپنی بے بسی پر وہ رو دیتی اسی وقت اس کی آنکھوں کے سامنے کوٹ تھامے ایک ہاتھ ابھرا اس نے بھیگی پلکیں اٹھائیں، سامنے عرشمان داؤد اپنی زور آور شخصیت لیے کوٹ اس کی طرف بڑھائے کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ اس وقت ازحد سنجیدہ تھا۔ اسے کیسے پتا چلا کہ اسے مدد کی ضرورت ہے۔ کیا وہ اسے نوٹ کر رہا تھا۔ نیٹ کا باریک دوپٹا تو کسی صورت اس قابل نہ تھا کہ اس سے وہ اپنی پشت ڈھانپ سکتی کچھ بھی کہے بغیر اس نے آہستہ سے عرشمان داؤد کے ہاتھ سے کوٹ تھام لیا اور پھر چیئر پر بیٹھے ہی اسے پہن بھی لیا، کھڑے ہوتے اس نے سرعت سے چیئر کی طرف دیکھا تھا وہاں نوک دار باریک کیل نظروں کی گرفت میں آتے ہی اس کی آنکھیں بے اختیار ہی عرشمان داؤد کی نظروں سے ٹکرائی تھیں اس کا چہرہ ایک دم سرخ ہو گیا، مگر عرشمان نے ایک نظر کے بعد دوبارہ اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔

"لگتا ہے کہ آپ کو میری نظر لگ گئی ہے، اس ڈریس میں آپ پیاری بھی تو بہت لگ رہی تھیں۔" عانیہ نے تحیر سے پلکیں اٹھائیں مگر وہ پلٹ چکا تھا۔

☆ ☆ ☆

وہ لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی جب ٹیلی فون کی بیل بجی۔

"ہیلو...." والیم کم کرتے اس نے ریسیور کان سے لگایا۔

"کسی کی چیز لے کر واپس کرنے کا رواج نہیں ہے کیا آپ کے ہاں۔"

"جی.... کیا مطلب؟ اور کون بات کر رہے ہیں آپ؟" ایئر پیس سے ابھرنے والی مردانہ گمبھیر آواز نے لمحوں میں اسے حیران کیا تھا۔

"میں عرشمان داؤد بول رہا ہوں۔"

"آ.... پ! میں نے کون سی چیز لی ہے آپ کی؟"

"کیوں اتنی جلدی بھول گئیں اشنا کی برتھ ڈے کو ابھی اتنا عرصہ تو نہیں گزرا۔" ادھر سے وہ مسکراتے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہوئے کہہ رہا تھا اس کے دماغ میں جھماکا سا ہوا۔
"اوہ۔ تو آپ کوٹ کی بات کر رہے ہیں' مگر وہ تو میں نے ڈرائیور کے ہاتھ دوسرے دن ہی بھیج دیا تھا۔"
"اچھا... مگر مجھے تو نہیں ملا۔" وہ انجان بنا' ورنہ کوٹ تو اس وقت اس کی وارڈروب میں موجود تھا۔
"یہ کیسے ہو سکتا ہے میں ابھی ڈرائیور سے پوچھتی ہوں۔"
"ارے رہنے دیں اس بے چارے ڈرائیور کو کچھ مت کہیے گا' فون تو میں نے آپ کو یہ کہنے کے لیے کیا ہے کہ بی جی آپ کو بہت یاد کر رہی تھیں۔"
"مجھے...؟" وہ خاصی حیران ہوئی۔
"جی آپ... کو۔"
"اچھا... کیسی ہیں وہ؟"
"اب طبیعت تو ٹھیک ہے' مگر کمزوری بہت محسوس کر رہی ہیں۔"
"کیوں کیا ہوا تھا انہیں!" وہ ایک دم پریشان ہو گئی۔ عرشمان داؤد کو اس کا بی جی کے لیے یوں پریشان ہونا بہت اچھا لگا تھا۔
"پچھلے کچھ دنوں سے انہیں بخار تھا اسی وجہ سے تو اشنا کی برتھ ڈے پارٹی پر بھی نہیں آسکیں۔ مگر اب اللہ کا شکر ہے کہ ٹھیک ہیں۔
کب آ رہی ہیں آپ؟"
"کہاں؟"
"ہمارے غریب خانے پر' بی جی کی عیادت کو۔"
"مم... میں؟"
"جی آپ..."
"دیکھتی ہوں۔" وہ ٹال گئی۔
"کیا دیکھتی ہیں' ایک بیمار کی عیادت کے لیے بھی آپ کو کچھ دیکھنا پڑتا ہے جبکہ بیمار خود آپ سے ملنے کی خواہش کا اظہار کرے۔" وہ بھی اپنے نام کا ایک ہی تھا۔ کئی دنوں سے وہ عجیب سی بے کلی محسوس کر رہا تھا اور اب اس کی آواز سن کر دل کسی معصوم بچے کی طرح ایک دم بہل سا گیا تھا' جب سے وہ اشنا کی برتھ ڈے سے لوٹ آیا تھا اپنے ساتھ اک بے چینی اور بے سکونی بھی لے آیا تھا جب کسی پل قرار نہ ملا تو دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ اسے فون کرنے لگا' اس سے بات کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی بہانہ تو چاہیے تھا نا پہلے کوٹ اور پھر بی جی کے حوالے سے بات کرنے لگا' ورنہ بی جی تو اللہ کا شکر تھا پہلے سے بہت بہتر تھیں۔
کل انہوں نے باتوں باتوں میں عانیہ کا ذکر چھیڑ لیا اور اسی ذکر کو حوالہ بنا کر وہ اسے انوائٹ کرنے لگا۔ عانیہ کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ اسے کیا جواب دے۔ اسی وقت سائرہ بیگم نے لاؤنج میں قدم رکھا۔
"عانیہ کس کا فون ہے؟" بوکھلاتے ہوئے اس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا' آنٹی کی آمد سے وہ ایک دم گھبرا سی گئی۔
"وہ... وہ آنٹی جی' بی جی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے' میں ان کی عیادت کو جانا چاہ رہی تھی۔" عرشمان کا ذکر وہ دانستہ گول کر گئی۔
"اوہ..." انہوں نے لمبا سانس ہوا میں خارج کیا۔
"اگر تم جانا چاہتی ہو تو ضرور جاؤ۔ میں تو اس وقت بہت ضروری کام سے جا رہی ہوں' تم ایسا کرنا میری طرف سے بھی پوچھ لینا' میں ڈرائیور کو کہہ دیتی ہوں۔ وہ تمہیں چھوڑ آئے گا' بی جی سے کہنا میں ایک دو دن میں ضرور چکر لگاؤں گی۔"
"جی..." ان کے مصروف سے انداز میں کہنے پر وہ فقط اتنا ہی کہہ سکی۔ یہ بھی سچ تھا کہ وہ وہاں جانا چاہتی تھی... کیوں' یہ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔

☆ ☆ ☆

گاڑی جیسے ہی اس عالیشان محل کے پورچ میں رکی وہ آہستہ سے دروازہ کھولتے باہر نکل آئی' چونکہ وہ بنا بتائے آئی تھی اس لیے راہداری میں ویلکم کے لیے کوئی موجود نہ تھا۔ لاؤنج میں قدم رکھتے وہ بے ساختہ جھجک سی گئی۔ گھر کے افراد تو ایک طرف کوئی ملازم بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ بی جی کا کمرا کون سا ہے اور کسی بھی کمرے میں منہ اٹھا کر وہ گھسنا نہیں چاہتی تھی۔ اسی لیے متذبذب سی انگلیاں مروڑتے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

وہیں کھڑی رہی۔ اسی وقت اسے سیڑھیوں سے قدموں کی چاپ سنائی دی تو اس نے گردن موڑتے سیڑھیوں کی طرف دیکھا۔

"آپ۔۔۔؟" سامنے موجود عرشمان داؤد کی آنکھوں میں خوش گوار حیرت ابھری تھی۔ اسے جیسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آیا۔ نک سک سے تیار خوشبوئیں بکھیرتا اس کا وجود آج بھی بلا کا دلکش لگ رہا تھا۔ ان لودیتی آنکھوں کی چمک نے تو ایک پل کے لیے عانیہ سعید کی بولتی ہی بند کردی۔ نظروں کے ساتھ ساتھ اس کی گردن بھی جھکتی چلی گئی۔ کپکپاتی پلکوں کی جنبش، چہرے پر چھائی سرخی عرشمان داؤد کے ہونٹوں پر دھیمی، مگر خوب صورت مسکراہٹ بکھیر گئی۔ وہ اس کے کلیوں سے بھی نازک سراپے کو نظروں کی گرفت میں لیتے اس کے روبرو آکھڑا ہوا۔ اک دلفریب مہک عانیہ سعید کے حواسوں پر چھانے لگی۔

"اس ایک پل کے عوض کوئی مجھ سے میری پوری زندگی کی خوشیاں بھی مانگ لے تو میں ہنس کردے دوں گا۔" وہ فقط آواز تو نہ تھی وہ تو کوئی سحر تھا جو اس کی سماعتوں پر پھونکا گیا تھا۔ وہ تو کوئی ایسا طلسم تھا جو اس کے چاروں اور جادو بکھیرنے لگا۔ عانیہ سعید کی دھڑکنیں بے قابو ہونے لگیں۔

"کیا واقعی وہ بی جی کی عیادت کو ہی آئی تھی۔" اس نے خود سے سوال کیا تھا، مگر اسے کوئی جواب نہیں ملا تھا۔ اندر گمبھیر خاموشی کا راج تھا جبکہ اس کے برعکس عرشمان داؤد کے دل کی گواہی اتنی واضح اور مضبوط تھی کہ اسے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی۔

"آیئے پلیز۔۔۔" وہ اسے لیے بی جی کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"اگر آپ مجھے بتا کر آتیں تو آپ کے استقبال کے لیے میں خاص اہتمام کرتا۔" راستے میں وہ کہہ رہا تھا۔ عانیہ نے بے اختیار ہی نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ دھیرے سے مسکرادیا، اسی پل عانیہ سعید نے اپنے دل کی ایک ایک دھڑکن اس مسکراہٹ کے نام کردی۔ دل واقعی انسان کو بے بس کر چھوڑتا ہے۔

بی جی عانیہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھیں۔ انہوں نے اسے کھانے پر روک لیا تھا۔ اور وہ رک بھی گئی۔ عرشمان داؤد نے ارجنٹ کہیں جانا تھا، مگر اس کے وجود کے سامنے تو جیسے وہ ہر چیز بھول گیا۔ رات کھانے پر اس نے ایک ایک چیز اسے اصرار کر کر کے کھلائی تھی اور بی جی جو کب سے عرشمان کے اس نئے روپ کو متعجب سی بغور دیکھ رہی تھیں کچھ سمجھتے ہوئے دھیرے سے مسکرادیں اس کے چہرے کی چمکتی ہوئی دلکش مسکراہٹ انہیں بہت کچھ سمجھا گئی تھی، انہوں نے عانیہ کے جھینپے جھینپے چہرے کی طرف دیکھا۔ واقعی وہ لڑکی اس قابل تھی کہ اس سے عرشمان داؤد محبت کرتا۔ انہوں نے نظروں ہی نظروں میں ان دونوں کی نظر اتاری اور پھر اک اطمینان بھرا سانس ہوا میں خارج کرتے انہیں ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔

عانیہ سعید کی زندگی ایک دم بدل گئی تھی۔ عرشمان داؤد کو سوچنا، اسے چاہنا، اسے دیکھنا اسے اچھا لگنے لگا تھا۔ ایک خوب صورت دھیمی مسکراہٹ ہر وقت اس کے ہونٹوں پر سجی رہنے لگی۔ ان کے درمیان کوئی عہد و پیماں نہ ہوئے تھے، مگر اس کے باوجود ایک تعلق جڑ چکا تھا۔ عرشمان داؤد اکثر اسے فون کرنے لگا، پی ٹی سی ایل پر بات کرتے اسے کافی دشواری ہوتی اس لیے اس ماہ آنٹی نے اسے جیسے ہی پاکٹ منی دی تو پہلی فرصت میں ہی اس نے اپنے لیے سیل خرید لیا۔ عرشمان داؤد اس کی زندگی کا سب سے خوب صورت خواب بن چکا تھا اور جس کی تعبیر کے لیے وہ بے شمار دفعہ اپنے اللہ کے سامنے گڑگڑائی تھی۔

☆ ☆ ☆

"کل کا سارا دن میں تمہارے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں۔"

"کیوں کل کے دن میں ایسی کیا خاص بات ہے۔" وہ مسکرائی۔

"ہے نا خاص بات۔۔۔"

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"کیا مجھے نہیں بتائیں گے؟" اس کے اندر تجسس ابھرا تھا۔

"کل کون سا دور ہے پتا چل جائے گا۔" مسکراتے ہوئے اس نے سسپنس کری ایٹ کرنا چاہا۔

"اور اگر میں آج جاننا چاہوں تو۔۔۔" وہ بضد ہوئی۔

"تو میں بہت پیار سے تم سے معذرت کرلوں گا۔"

"تو ٹھیک ہے پھر میں بھی معذرت کرلوں گی۔" وہ روٹھے پن سے بولی۔ عرشمان داؤد کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔

"ارے نانا ایسا نہ کرنا کیوں کہ یہ تو طے ہے کہ کل تم سارا دن میرے ساتھ گزارو گی۔"

"گھنٹے دو گھنٹے کی بات اور ہے مگر سارا دن۔۔۔" وہ ہچکچائی۔

"آنٹی سائرہ کو برا لگے گا۔" اس نے عذر تراشا۔

"ان کی تم فکر مت کرو ان سے میں خود بات کرلوں گا۔" اس کے پاس جیسے اس کے ہر جواز کا حل موجود تھا۔

"مگر عرشمان۔۔۔"

"پلیز عانیہ نو اگر مگر اگر تم خود نہیں آنا چاہتی تو صاف بات کرو یوں اگر مگر کے چکروں میں مت الجھاؤ مجھے۔" وہ یکلخت سنجیدہ ہوا۔ عانیہ کی جان پر بن آئی۔ اس کی ناراضی تو وہ کسی صورت افورڈ نہیں کرسکتی تھی چاہے اس کے لیے اسے کچھ بھی کرنا پڑتا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔" وہ ہار گئی اس کے سامنے تو وہ اپنا آپ کب کی ہار چکی تھی وہ ساحر تھا تسخیر کرنا جانتا تھا۔ وہ دوسروں کو تسخیر کرنے کے لیے ہی تو پیدا ہوا تھا۔

"یہ ہوئی نا بات۔" وہ کھل سا گیا۔

پھر بولا۔

"ابھی تھوڑی دیر کے بعد تم تک میرا ایک گفٹ پہنچے گا اسے ریسیو کرلینا۔"

"ک۔۔۔ کیا مطلب؟" مگر ادھر سے فون آف ہوچکا تھا۔ کتنی دیر سیل کو پکڑے وہ گفٹ کے بارے میں ہی سوچتی رہی۔ شام کے قریب جاکر اسے وہ گفٹ موصول ہوا تھا۔ اس نے جیسے اسے کھولا حیرت زدہ رہ گئی۔ وہ نہایت خوب صورت اسٹائلش سا وائٹ کلر کا فراک تھا۔ اس نے اشنا کی برتھ ڈے پر جو فراک پہننا تھا یہ اس سے کئی گناہ زیادہ زبردست اور نفیس تھا۔ وہ تو اسے ہاتھ میں لیے کتنی دیر دیکھتی رہی۔ ساتھ ہی ایک چھوٹی سی چٹ تھی۔

"اگر تم اسے کل پہنو گی تو بہت خوشی ہوگی مجھے۔۔۔" عانیہ ہولے سے مسکرادی۔

کل جب آنٹی سائرہ سے اس نے اجازت مانگی تو انہوں نے بغیر اعتراض کیے اسے اجازت دے دی تھی۔ یقیناً" عرشمان داؤد سے ان کی بات ہوچکی تھی۔

فراک پہن کر تو وہ آسمان سے اتری کوئی حور ہی لگ رہی تھی۔ زینی نے اس کا ہلکا سا میک اپ بھی کردیا۔

"ماشاء اللہ! آج تو آپ اشنا میم کی برتھ ڈے کی رات سے بھی زیادہ خوب صورت لگ رہی ہیں۔ اللہ پاک ہر طرح کی بری نظر سے بچائے۔" زینی کی تعریف پر وہ مسکرا دی تھی۔ عرشمان داؤد نے بمعہ ڈرائیور گاڑی بھیج دی تھی۔ وہ جیسے ہی گاڑی میں آکر بیٹھی گاڑی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوگئی۔۔۔ مگر یہ کیا یہ عرشمان داؤد کا گھر تو نا تھا سامنے ہی وہ ہیلی کاپٹر کے قریب کھڑا تھا۔ گاڑی رکتے دیکھ کر وہ اس کے قریب چلا آیا۔ پھر کسی ڈرائیور کی طرح اس کی طرف کا دروازہ کھول کر تھوڑا سا جھکا۔

"ویل کم ٹو میم" عانیہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

اپنے فراک کو سنبھالتے وہ جھینپی جھینپی سی باہر نکلی اور عرشمان داؤد اسے دیکھتے تو حقیقتاً" خود سمیت سب بھول گیا۔

وہ اس وقت انتہا کی خوب صورت لگ رہی تھی۔ محبت کا کمال تھا یا وہ واقعی اتنی پیاری تھی وہ تو دم بخود پلک تک جھپکنا بھول گیا۔ کیا وہ کوئی پری تھی جو پرستان کا راستہ بھولتے یہاں آنکلی تھی۔ اس کا دلکش و دلفریب وجود اس زمین کا تو نہ لگ رہا تھا۔ وہ تو آسمان پر بستے چاند ستاروں سے بھی زیادہ روشنیاں خود میں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

سمیٹے ہوئے تھا اور وہ آنکھیں۔۔۔ آج تو ان کی سج دھج ہی نرالی تھی۔ کیا کسی کی آنکھیں اتنی پاگل کردینے والی بھی ہوسکتی ہیں۔

محبت' چاہت' دیوانگی' والہانہ پن' بے قراری' بے خودی۔۔۔ کیا کچھ نہ سمٹ آیا تھا اس وقت عرشمان داؤد کی آنکھوں میں۔

میری اداس راتوں کو حسین کردے گا
وہ اپنے حسن سے سب دل نشین کردے گا
اڑا لے جائے گا چاہت کے پرستانوں میں
وہ کوہ قاف کا مجھ کو مکین کردے گا
وہ میری خامیاں چن چن کے ختم کردے گا
وہ میری عادتوں کو بہترین کردے گا
کسی کے دل میں تو آخر اسے ٹھہرنا ہے
میرے گمان کو پکا یقین کردے گا

از خود رفتگی کے عالم میں اس نے مدہوش کن بھرپور سرگوشی اس کی سماعتوں میں انڈیلی تھی۔ عانیہ سعید کا چہرہ شرم سے سرخ ہوگیا۔ لرزتی پلکیں انار کی طرح دہکتے عارضوں پر سایہ فگن ہونے میں لمحہ ہی لگا تھا۔ ہر محبوب کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے وجود پر جب اس کے محبوب کی نظر اٹھے تو ٹھہر سی جائے۔ پھر عانیہ سعید کو عرشمان داؤد کی نظریں کیسے بری لگ سکتی تھیں بلکہ ان نظروں کے دیکھنے کے انداز نے اسے تھوڑا مغرور کردیا۔ دل فخر بھرے احساس میں گھرنے لگا۔

"چلیں۔۔۔!" کافی دیر کے بعد عرشمان کے ہونٹوں سے نکلا۔ ورنہ تشنگی ایسی تھی کہ بڑھتی ہی جارہی تھی۔

"کہاں۔۔۔؟" لرزتی پلکیں فقط ایک پل کے لیے اٹھی تھیں۔

"جہاں میں لے چلوں۔" وہ اس وقت محبت کے سحر میں مکمل طور پر آچکا تھا۔ وہ اس وقت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی مٹھی میں بند کرلینا چاہتا تھا امر کرلینا چاہتا تھا۔ عانیہ کی توجہ یکلخت ہیلی کاپٹر کی طرف ہوئی۔ وہ تھوڑا کنفیوژ سی ہوگئی۔

"کیا مجھ پر بھروسا نہیں ہے۔" اس کی گھبراہٹ اس کے چہرے سے صاف عیاں ہورہی تھی۔ کشمکش میں مبتلا تاثرات لمحوں میں اس کی گرفت میں آئے تھے۔ اور پھر عرشمان داؤد کی طرف دیکھتے لمحے کے ہزارویں حصے میں عانیہ نے اپنے یقین پر پختگی کی مہر ثبت کی۔

"آپ پر ہی تو بھروسا ہے عرشمان!"

"تو پھر چلیں۔۔۔" اس کے پراعتماد انداز نے عرشمان داؤد کو معتبر سا کردیا۔ اس نے اس کے سامنے اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلائی تو عانیہ نے ہچکچاتے ہوئے اپنا نازک ہاتھ اس کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ وہ اسے لیے کسی شہزادے کی طرح ہیلی کاپٹر میں سوار ہوا تھا۔

"اف عرشمان۔۔۔ کیا آپ ہیلی کاپٹر چلانا جانتے ہیں۔" عانیہ نے حیرت سے استفسار کیا' عرشمان داؤد کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔

"ابھی آپ نے ہمیں جانا ہی کب ہے جناب۔۔۔ اب آہستہ آہستہ ہی ہمارے جوہر کھلیں گے نا۔"

ٹھیک ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ دونوں ایک نہایت خوب صورت مقام پر موجود تھے۔ عانیہ سعید تو جیسے سحر زدہ سی رہ گئی۔

"یہ میرا فارم ہاؤس ہے جب میں تنہائی محسوس کرتا ہوں تو یہاں چلا آتا ہوں۔"

وہ فارم ہاؤس تو نہ تھا بلکہ وہ کوئی طلسم کدہ تھا۔ اردگرد چھائی ہریالی' سبزہ' پھول' پودے اور پھر بڑی سی جھیل۔ عانیہ تو اس منظر کو دیکھتے مبہوت سی رہ گئی۔ وہ یہاں بہت انجوائے کرتی اگر عرشمان داؤد کے ساتھ یہاں تنہا ہونے کا احساس نہ ہوتا۔ کس دھڑلے سے اس نے کہا تھا کہ وہ اس پر بھروسا کرتی ہے اور یہ سچ بھی تھا وہ اس پر بھروسا کرتی بھی تھی' مگر اس کے باوجود بھی اس کے ساتھ یہاں تنہا ہونا اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ عجیب سی شرمندگی میں مبتلا کررہا تھا۔

وہ اس سے محبت کرتی تھی' اس پر بھروسا کرتی تھی' مگر پھر بھی اندر بے چینی سی تھی اس نے کوئی غلط کام تو نہیں کیا تھا پھر کیوں دل و دماغ اسے مبہم سی سوچوں کی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

طرف دھکیل رہے تھے۔ اس کے اندر ندامت ابھرنے لگی تھی۔ کیا محبت واقعی اتنی اندھی ہوتی ہے کہ محبوب کے کہنے پر اتنی دور تنہا چلی آئے' بغیر کسی ڈر بغیر کسی خوف کے۔۔۔

"اندر چلیں۔۔۔" وہ ایک دم گم صم سی ہوگئی۔ خالی خالی نظروں سے کتنی دیر عرشمان داؤد کی طرف دیکھتی رہی۔ ضمیر کی ملامت بڑھنے لگی۔ اس دوران اس کے چہرے کا ایک ایک اتار چڑھاؤ عرشمان کی نظروں کی گرفت میں رہا۔ وہ ابھی اسی ادھیڑبن میں الجھ رہی تھی کہ اس کے ساتھ اندر جائے یا نہ جائے جب عرشمان نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے اندر لے آیا' مگر یہ کیا۔۔۔؟

اندر کے مین دروازے پر بی جی کو اپنے استقبال میں دیکھ کر اس نے پرمسرت حیرت سے عرشمان کی طرف دیکھا۔ اس نے دھیرے سے مسکرا کر سر اثبات میں ہلا دیا۔ نجانے کیوں' مگر اس کی آنکھوں کے گوشے بھیگ سے گئے۔ ہونٹوں پر آسودہ سی مسکراہٹ بکھر گئی۔ وہ دوڑتے ہوئے بی جی کی کھلی بانہوں میں سمائی تھی۔

"آپ کو یہاں دیکھ کر یقین کریں مجھے بہت خوشی ہوئی ہے بی جی۔" چمکتی ہوئی آواز میں وہ بولی تھی۔ عرشمان داؤد اس کے خوشی سے چمکتے چہرے کو دیکھتے مسکراتے ہوئے ٹیرس کی طرف بڑھ گیا۔ آج اسے مکمل یقین ہوچکا تھا کہ وہ عانیہ سعید کو بہت اچھی طرح سے جان چکا ہے۔

"تھینک یو سوچ عرشمان۔۔۔" تھوڑی دیر کے بعد وہ بھی اس کے پیچھے ہی چلی آئی۔ ممنون نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"جانتی ہو عانیہ ابھی تھوڑی دیر پہلے کی تمہارے چہرے کی خوشی نے مجھے ایک غرور آگیں تفاخر میں مبتلا کردیا تھا۔" مجھے اپنی محبت اپنی پسند پر فخر سا ہوا تھا۔

"تم میرے ساتھ یہاں تنہا آنے پر باخوشی راضی ہوتیں میرے لیے یہ باعث خوشی نہ تھا' تمہاری جھجک' کشمکش' گھبراہٹ میرے لیے وہ انمول تھی۔ اس دوران میں یہ بھی جان چکا ہوں کہ تم مجھے کتنا چاہتی ہو اور یہ بھی جان چکا ہوں کہ اپنی نیچر کے خلاف جاکر تم میرے ساتھ ایک پل بھی خوشی کا نہیں گزار سکتیں' میں نے تم سے محبت ہی نہیں بلکہ تمہارا احترام بھی کیا ہے۔

جہاں بغیر کسی مضبوط رشتے کے ایک مرد اور عورت میں تنہائی ہو وہاں شیطان ضرور ہوتا ہے۔ سمجھ دار اور طاقت ور انسان وہ نہیں جو یہ سوچتا ہے کہ شیطان اس پر کبھی حاوی نہیں ہوسکتا۔ سمجھ دار اور طاقت ور انسان وہ ہے جو ایسے مواقع ہی پیدا نہ ہونے دے۔ ہم ولی نہیں ہیں' پھر باتیں کیوں ولیوں جیسی کریں' ہم فرشتے بھی نہیں ہیں' ہم صرف انسان ہیں اور ہمیں انہیں حدود و قیود کے زمرے میں رہ کر سوچنا چاہیے کہ یہ حدیں اللہ کی مقرر کردہ ہیں' میں کوئی بہت مذہبی انسان نہیں ہوں' مگر یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے آج تک کبھی بھی کسی بھی عورت کے ساتھ چند پل بھی تنہا نہیں گزارے۔

محبت ایک بے اختیاری اور مقدس جذبہ ہے اور ہر مقدس چیز کا احترام تو لازمی ہے نا' پھر میں کیا اور میری اوقات کیا۔ تم دنیا کی پہلی عورت ہو جس کے سامنے عرشمان داؤد نے خود کو جھکتے ہوئے پایا ہے۔ تمہارے چہرے پر چھائی شرم و حیا' آنکھوں میں لپکی جھجک' تمہیں نایاب کرتی ہے عانیہ اور تمہارا یہ ہی نایاب پن تمہیں دوسری عورتوں سے منفرد کرتا ہے اور منفرد پن عام انسانوں میں نہیں بلکہ خاص انسانوں میں ہوتا ہے۔" عانیہ کو احساس بھی نہ ہوا اور اس کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ کیا وہ اس قابل تھی کہ اسے اتنی اچھی سوچ کا مالک مرد ملتا جبکہ وہ نرمی سے اس کے آنسو صاف کرتے کہہ رہا تھا۔

"میں اس محبت کو نہیں مانتا جو بغیر کسی رشتے کے تنہائی کی متلاشی ہو۔ اس فارم ہاؤس میں' میں اور تم تنہا ہوتے یہ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' ہاں تمہیں یہاں لانا میرے دل کی بہت بڑی خواہش تھی اور جس کے آگے میں بے بس ہوگیا تھا۔" عانیہ سعید دھندلائی آنکھوں سے کتنی دیر اس کی طرف دیکھتی رہی پھر بولی تو اس کی آواز بھی بھیگی ہوئی تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"آپ بہت اچھے ہیں عرشمان بہت اچھے۔"

"نہیں عانیہ' میں بہت اچھا نہیں ہوں مجھ میں بھی خامیاں ہیں جس میں سب سے بڑی خامی باقاعدگی سے نماز نہ پڑھنا ہے' میں جانتا ہوں کہ تم باقاعدگی سے نماز پڑھتی ہو اور مجھے یقین ہے جب تم میری زندگی میں آؤ گی تو میری تمام خامیاں ایک ایک کر کے ختم کردو گی۔ کردو گی نا۔۔۔" اس کے پوچھنے پر عانیہ نے بھیگے چہرے کے ساتھ سر اثبات میں ہلا دیا۔ پھر وہ دور خلاؤں میں گھورتے دکھ بھرے انداز میں بولا۔

"محبت کو محبت ہی رہنا چاہیے عانیہ' اسی میں اس کا تقدس اس کی خوب صورتی ہے مگر ہمارے اسٹیٹس میں محبت اور ہوس میں کوئی فرق نہیں رہا۔ میرے اپنے جاننے والے' دوست احباب' اپنی فیانسی اور گرل فرینڈز کے ساتھ تنہائی میں بہت سا وقت پاس کرتے ہیں۔ میں نے تب ہی سوچ لیا تھا کہ مجھے شیطان کے سامنے نفس نہیں ہارنا یہ سودا بہت مہنگا ہے بہت مہنگا۔" وہ اک جذب سے کہہ رہا تھا اور عانیہ سعید فخر سے اپنے ہم سفر کو دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ پتا نہیں کس نیکی کے عوض اللہ پاک نے اتنا اچھا انسان اسے عطا کیا تھا۔ وہ جتنا باہر سے شاندار تھا وہ اس سے بڑھ کر اندر سے شاندار تھا۔ عرشمان داؤد دھیرے سے پلٹا۔

"آج عرشمان داؤد نے اپنا سب کچھ تم پر قربان کردیا ہے۔ اس کی اک اک سانس پر صرف تمہارا حق ہے۔ اس کے دل کی دھڑکن پر صرف عانیہ سعید کا اختیار ہے۔ وہ جیے گا تو عانیہ سعید کے لیے اور مرے گا تو اس کی جدائی میں۔۔۔"

"عرشما۔۔۔ن۔۔۔" خوف زدہ ہو کر اس نے بے اختیار اپنا ہاتھ اس کے ہونٹوں پر رکھا۔

"پلیز' یوں دل کو دکھانے والی بات تو نہ کریں۔" سرخ ڈورے لیے قاتل آنکھوں کو دیکھتے اس کے دل نے چاہا کہ وہ ان میں ہمیشہ کے لیے ڈوب جائے۔

"عانیہ کیا محبت سب کو ہی دیوانہ کردیتی ہے؟" وہ جب بولا تو اس کی آواز کو جذبوں کی شدت نے بوجھل سا کردیا تھا۔ عانیہ کے نمکین ہونٹ مسکرا دیے۔ وہ آہستہ سے سر نفی میں ہلا گئی۔

سب کو نہیں' دیکھیں میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔" معصوم سی شرارت سے اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ اس کا یوں معصوم سے انداز میں چھیڑنا عرشمان کو بہت بھلا لگا۔ آنکھوں میں حدت سی آگئی۔

"مگر میں ٹھیک نہیں ہوں عانیہ' تم نے سودائی کر چھوڑا ہے مجھے۔ پاگل' مجنوں' دیوانہ' عاشق کوئی بھی معقول لفظ میرے لیے نہیں بچا۔ مجھے کبھی مت چھوڑنا ورنہ۔۔۔" وہ خاموش ہوگیا' مگر اس کے چہرے پر چھائی وحشت و آزردگی دیکھتے وہ کانپ کر رہ گئی۔ کچھ تو تھا اس چہرے پر' اک ایسی اذیت بھری پرچھائی جسے دیکھتے وہ بری طرح ٹھٹکی تھی۔

"میری مما مجھے چھوڑ گئیں کیوں کہ شادی کے آٹھ سال بعد انہیں احساس ہوا کہ انہیں تو پاپا سے محبت ہی نہیں تھی۔ وہ کسی اور کو چاہنے لگی تھیں۔ پاپا نے انہیں آزاد کردیا۔ ایک پل کے لیے بھی اس سات سال کے بچے کے بارے میں نہ سوچا جسے ماں کی بہت ضرورت تھی۔ پاپا عورت ذات سے نفرت کرنے لگے' ایسے بدزن ہوئے کہ پھر شادی ہی نہ کی' مگر میں پاپا کی طرح کی زندگی نہیں گزارنا چاہتا' میں عورت پر یقین کرنا چاہتا ہوں' بھروسا کرنا چاہتا ہوں' میں اس کے وجود کی دلکشی کو محسوس کرنا چاہتا ہوں۔ میرے بھروسے کو کبھی مت توڑنا عانیہ ورنہ میں ختم ہوجاؤں گا۔" وہ اک کرب سے بولا تھا اس کی آنکھیں انتہا کی سرخ ہوچکی تھیں۔ جیسے وہ ضبط و برداشت کی کڑی منزل سے گزر رہا ہو۔ عانیہ نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اس شاندار مرد کی طرف دیکھا جو بظاہر کتنا مکمل' مگر اندر سے کتنا ادھورا تھا' کتنا ٹوٹا بکھرا تھا۔

"عانیہ سعید خود تو مٹ جائے گی' مگر کبھی بھی آپ کے بھروسے کو ٹوٹنے نہیں دے گی۔" لمحوں میں عرشمان نے خود کو کمپوز کیا تھا اور پھر دھیرے سے مسکرا دیا۔

"مجھے تم پر یقین ہے عانیہ' میں اب بہت جلد

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

تمہیں اپنے نام کروالینا چاہتا ہوں۔ کیا تمہیں اعتراض ہے؟" یکلخت اس کا موڈ چینج ہوا تھا۔ عانیہ تو بوکھلا کر رہ گئی۔ چہرہ ایک دم سرخ ٹماٹر ہوگیا۔ نظریں جھک سی گئیں۔ قوس قزح کے سارے رنگ سمیٹے اس پیارے چہرے کو عرشمان داؤد نے کافی دلچسپی سے دیکھا تھا۔

"میں نے ایک ریکویسٹ کی ہے عانیہ' پلیز جواب تو دو۔۔۔" اس نے اپنے پرحدت ہاتھوں میں اس کے ٹھنڈے کپکپاتے ہاتھ تھام لیے۔

"پلیز آجاؤ میری زندگی میں' دیکھو میرے اندر جھانک کر کتنا تنہا ہوں میں۔ مجھو آج کے دن یہ تمہاری طرف سے میرے لیے تحفہ ہے۔"

"تحفہ۔۔۔" عانیہ نے پلکوں کی چلمن اٹھائی۔

"ہاں تحفہ۔۔۔ آج میری برتھ ڈے ہے اور میں تم سے اپنی پسند کا تحفہ لینا چاہتا ہوں۔"

"آپ کی برتھ ڈے۔" حیرت سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ نظروں کے سامنے اشتا کی برتھ ڈے گھوم گئی۔ کتنے بڑے پیمانے پر ارینج کی گئی تھی۔ اسے پورا یقین تھا کہ عرشمان داؤد کی برتھ ڈے اس سے بھی بڑے پیمانے پر سیلیبریٹ کی جاتی ہوگی' مگر اس کا یقین غلط ثابت ہوا تھا۔ دو ہستیاں اس کی زندگی میں بہت اہم تھیں اور آج کے خاص دن وہ دونوں ہستیاں اس کے ساتھ موجود تھیں۔ عرشمان داؤد کی زندگی میں اپنی اہمیت کا اندازہ اسے اچھی طرح ہوگیا تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ اسے خالی ہاتھ نہیں لوٹائے گی۔ آج کے اہم دن اس کی پسند کا تحفہ ضرور دے گی اسی لیے آہستہ سے سر اثبات میں ہلا گئی۔

"او عانیہ۔۔۔" عرشمان داؤد کی خوشی کی تو جیسے کوئی انتہا نہ رہی۔

"تم۔۔۔ تم اندازہ بھی نہیں کرسکتی کہ اس وقت تم نے مجھے کتنی بڑی خوشی دی ہے۔" وہ اک جوش سے بولا۔

"آئی ایم سو ہیپی' یہ میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی ہے جو مجھے تم سے ملی ہے اور یہ میری زندگی کا سب سے قیمتی تحفہ ہے جو تم نے مجھے دیا ہے۔ میں جلد ہی بی جی اور پاپا کو آنٹی سائرہ کی طرف بھیجتا ہوں۔ اب تو اک پل کی دوری بھی برداشت نہیں ہوگی۔"

جذبات کی شدت سے اس کی آواز بھاری سی ہوگئی۔ اس کی بے قراری و بے تابی دیکھتے تو وہ نازاں ہونے لگی۔ کیا کوئی اتنی شدت سے بھی کسی کو چاہ سکتا ہے وہ فقط سوچ کر رہ گئی۔ پھر وہ سارا دن بی جی اور عانیہ نے عرشمان کے ساتھ ہی گزارا۔ عانیہ نے اپنے ہاتھوں سے کوکنگ کی تھی۔ بی جی اور عرشمان کو اس کے ہاتھ کا پکا کھانا بہت پسند آیا تھا۔ آنکھوں میں ڈھیروں پیار سموئے سارا وقت عرشمان داؤد اس کے ارد گرد ہی منڈلاتا رہا۔ اس کی دیوانگی دیکھتے عانیہ کا چہرہ پل پل رنگ بدلتا رہا۔

یہ دن ان دونوں بلکہ تینوں کے لیے اک یادگار دن بن گیا۔ واپسی سے کچھ دیر پہلے ہی عرشمان نے کیک کاٹا تھا۔ پہلے بی جی پھر عانیہ کے منہ میں ڈالا۔ ان دونوں کو اتنا خوش دیکھ کر بی جی نے ان کے حوالے سے بہت کچھ سوچ لیا تھا۔

☆ ☆ ☆

صبح میسج کی رنگ سے ہی اس کی آنکھ کھلی تھی۔ موندی موندی آنکھوں سے اس نے تکیے کے نیچے سے سیل پکڑا تھا۔ نماز پڑھتے ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تو وہ سوئی تھی۔ عرشمان داؤد کا "گڈ مارننگ" کا بہت ہی خوب صورت میسج تھا۔ اس کے ہونٹ مسکرا دیے۔ اس نے بھی "گڈ مارننگ" کا میسج سینڈ کردیا۔

"صبح ہوگئی؟" دوسری طرف سے فوری دوسرا میسج موصول ہوا۔

"جی۔۔۔ اور آپ کی؟"

"میرا کیا پوچھتی ہو یار ساری رات ایک پل کے لیے بھی نہ سکا۔"

"کیوں۔۔۔ خیریت؟" وہ ایک دم پریشان ہوگئی۔

"ساری رات تمہارے بارے میں ہی سوچتا رہا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

اپنے فیوچر کی پلاننگ کرتا رہا۔"

"کیا تم ٹھیک سے سوتی رہیں۔"

"سچ پوچھیں تو ایک عرصے کے بعد کل رات میں پرسکون اور گہری نیند سوئی تھی۔" اس نے سچائی سے اعتراف کیا۔

"لو جی... وہاں تو معاملہ ہی الٹ ہے۔ ہماری ایک پل کے لیے آنکھ نہیں لگی اور ادھر محترمہ گہری نیند کی آغوش میں گم رہیں۔"

"تو آپ کو کس نے کہا تھا جاگنے کو' آپ بھی سو جاتے۔" اس نے مسکراتے ہوئے ٹائپ کیا۔

"وہ رات سونے کے لیے نہیں تھی۔ وہ رات میری زندگی کی سب سے خوب صورت اور خاص رات تھی' میں اسے سو کر ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔"

"اتنی محبت...؟" اس کی آنکھیں بھیگ سی گئیں۔

ادھر سے جواب آنے کی بجائے اس کی کال آگئی۔ اس نے او کے کرتے سیل کان سے لگالیا۔

"یہ تو کچھ بھی نہیں عانیہ' میں خود بھی نہیں جانتا کہ میری محبت کی انتہا کہاں تک ہے' بس اتنا جانتا ہوں کہ تمہارے چہرے پر میری پوری دنیا ختم ہو جاتی ہے۔ تمہیں سوچتا ہوں تو اپنا آپ بہت خاص' بہت بہت معتبر لگنے لگتا ہے' تمہارا وجود میرے اللہ کی طرف سے میرے لیے ایک گراں بہا تحفہ ہے۔ میں عورت ذات پر بے اعتباری تو نہیں کرتا تھا' مگر سچ یہ بھی تھا کہ اعتبار بھی نہیں کرتا تھا' مگر پھر تمہیں دیکھا تو دل جھک گیا جیسے کسی ریاست کی شہزادی کے سامنے کسی غلام کا سر جھک جاتا ہے اور تم بھی تو عرشمان داؤد کے دل کی سلطنت کی ملکہ ہو۔ میں نے رات بی جی سے بات کرلی ہے۔ ہماری طرح وہ بھی بہت خوش ہوئی تھیں۔ پاپا ایک ماہ کے لیے ملک سے باہر گئے ہیں ان کے واپس آتے ہی سائل اپنا کاسہ تھامے تمہارے در پر حاضر ہو جائے گا۔"

"عرشمان پلیز مجھے اتنی محبت نہ دیں' مجھے ڈر لگتا ہے۔" وہ یکلخت رو پڑی۔

"تو پھر یوں کہو کہ عرشمان مجھ سے اتنی محبت نہ کرو اور مر جاؤ۔"

"عر... شمان..." خوف کی شدت سے اس کی آواز کانپ سی گئی۔

"اتنی بڑی بات کتنی آسانی سے کہہ دی آپ نے۔" اس کے رونے میں اور شدت آگئی۔

"رو کیوں رہی ہو' تمہیں تو فخر کرنا چاہیے کہ کسی کو تمہاری چاہ نے اتنا سودائی کر چھوڑا ہے کہ وہ ارد گرد حتی کے خود کو بھی بھول بیٹھا ہے۔"

"مجھے ایسا عرشمان نہیں چاہیے۔ مجھے وہی عرشمان چاہیے جو زمین پر قدم رکھتا تھا تو زمین خود پر ناز کرنے لگتی۔ جس کی گردن ___ کے احساس سے کھڑی رہتی جو مغرور تو نہیں تھا' مگر ایک بارعب شخصیت کا حامل تھا۔" وہ مدھم آواز میں بولی تھی' عرشمان داؤد مسکرا دیا۔

"میں ویسا ہی عرشمان داؤد ہوں' مگر دو سروں کے لیے تمہارے لیے میں ویسا بالکل نہیں بن پاؤں گا۔ تمہیں تو اسی طرح کے مجنوں سے عرشمان سے گزارا کرنا پڑے گا۔" اور اگر اس وقت عرشمان داؤد اسے دیکھ لیتا تو یقیناً" دیوانہ ہو جاتا۔ وہ اس وقت لگ ہی اتنی حسین رہی تھی جبکہ وہ بے قراری سے پوچھ رہا تھا۔

"کہاں گئیں...؟"

"یہیں ہوں' آپ کے پاس۔ مجھے بھلا اب کہاں جانا ہے' میرے تو تمام راستے ہی اب آپ کی طرف آتے ہیں۔" وہ آنکھیں موندے ہی گویا ہوئی۔

"اور میں تمہیں کہیں جانے بھی نہیں دوں گا۔"

"جانتی ہوں۔"

"کیا جانتی ہو؟" نجانے وہ کیا سننا چاہتا تھا۔ شرارت سے بولا۔ اور وہ بھی نجانے کس دھن میں تھی کہہ گئی۔

"یہی کہ جیسے ایک جن کی جان کسی توتے میں ہوتی ہے اسی طرح عرشمان داؤد کی جان عانیہ سعید میں قید ہو چکی ہے۔" عرشمان داؤد کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"آئی لو یو عانیہ' رئیلی لو یو سو مچ۔" عانیہ نے پٹ سے آنکھیں کھول لی تھیں۔ عرشمان کے ہونٹوں سے سن کر یہ جملہ ایک دم بہت اہم' بہت خاص اور خوب صورت ہو گیا تھا۔ وہ جیسے محبت کی بارش میں بھیگ سی گئی۔ دھڑکنیں اپنے ہی تال پر محو رقص ہونے لگیں۔

☆ ☆ ☆

"وہ ایک اہم میٹنگ اٹینڈ کر کے ابھی اپنے کیبن میں آکر بیٹھا ہی تھا جب عانیہ کی کال آگئی۔ مسکراتے ہوئے اس نے کال ریسیو کی تھی۔

"زہے نصیب' آج کس طرح یاد کر لیا جناب نے۔" ریلیکس انداز میں چیئر پر بیٹھتے اس نے کہا۔

"آپ نے کھانا کھالیا؟" خالص بیویوں والا جملہ تھا۔ اس کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

"نہیں۔"

"کیوں ٹائم دیکھا ہے آپ نے۔" اس کے تفکر پر عرشمان کو ٹوٹ کر پیار آیا۔

"آج اتنی مہربانی کس لیے۔ دیکھ کر' بندہ جان سے ہی نہ ہار جائے۔" اس کا موڈ یکلخت خوش گوار ہو گیا۔ تھوڑی دیر پہلے کی تھکن بھاگنے میں لمحہ لگا۔

"بہت فضول بولتے ہیں آپ' بی جی نے مجھے بتایا ہے کہ آج صبح آپ نے ناشتا نہیں کیا صرف جوس کا ایک گلاس پیا ہے۔"

"او۔ اچھا۔ میں بھی حیران تھا کہ جناب کو میرے کھانے کی اتنی فکر کیوں ستانے لگی۔"

"یہ تو اچھی بات نہیں ہے عرشمان آج آپ نے تقریباً سارا دن بھوکے رہ کر گزار دیا۔" اس کی فکر ہنوز برقرار تھی اور جو عرشمان داؤد کا سیروں خون بڑھا رہی تھی۔

"کر لیتا ہوں یار۔"

"نہیں۔ بس آپ ایسا کریں گھر آجائیں ساتھ مل کر کھاتے ہیں۔"

"کیا مطلب۔" وہ یکلخت چونکا۔

"میں اس وقت آپ کے گھر میں' آپ کے کچن میں کھڑی' آپ کے لیے بریانی بنا رہی ہوں۔ میں اور بی جی کھانے پر آپ کا ویٹ کر رہے ہیں۔" ادھر سے سیل بند ہو چکا تھا' وہ سرعت بھرے انداز میں اپنے کیبن سے نکلا تھا اور واقعی اس کے پہنچنے تک ٹیبل پر کھانا لگ چکا تھا۔ پنک سوٹ میں گلابی گلابی سی عانیہ سعید کو عرشمان داؤد نے نظر بھر کر دل میں اتارا تھا۔ وہ اس کی گہری نظروں کے ارتکاز سے سرخ پڑ گئی۔

"آپ فریش ہو کر آجائیں میں بی جی کو لے کر آتی ہوں۔"

"اگر یہ سرپرائز ہے تو میری زندگی کا سب سے خوب صورت سرپرائز ہے۔" اس کا لہجہ آنچ دینے لگا۔ وہ اندر جانے کا راستہ بھول گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

ایک زوردار چیخ کے ساتھ اس کی آنکھ کھلی تھی۔ اس کا پورا جسم ہلکے ہلکے کانپتے پسینے سے بھیگ چکا تھا۔ خوف و ہراس کے زیر اثر بے اختیار اس نے اردگرد دیکھا۔ وہ اس وقت اپنے کمرے میں تھی۔ یعنی ابھی تھوڑی دیر پہلے اس نے خواب دیکھا تھا۔ اتنا دل دہلا دینے والا خواب۔ آخر اس خواب کا مطلب کیا تھا۔ ایسا خواب مجھے کیوں آیا؟ مجھے نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کرنی چاہیے۔ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ اسے جب کسی پل سکون نہ ملا تو وہ وضو کرنے کی نیت سے بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

پھر وہ کتنے ہی دن اس خواب کی وجہ سے ڈسٹرب رہی۔ عرشمان داؤد سے اس نے اس خواب کا ذکر نہیں کیا تھا وہ اسے پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی ہاں یہ ہوا تھا کہ عشاء کی نماز اس کی مزید طویل ہو گئی۔ اس وقت بھی عشاء کی نماز پڑھ کر وہ فارغ ہی ہوئی تھی جب زینی ناک کرتے اندر داخل ہوئی۔

"عانیہ آپ کو میڈم سائرہ اپنے روم میں بلا رہی ہیں۔"

"ٹھیک ہے تم چلو میں آتی ہوں۔" زینی کے جانے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

کے بعد وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ نجانے کیوں' مگر کچھ دنوں سے اس کے اندر عجیب سی افسردگی چھائی ہوئی تھی اور آج تو دل کافی بوجھل سا ہو رہا تھا۔ آنکھیں بار بار بھر آرہی تھیں۔ اسی بجھے دل کے ساتھ وہ ان کے روم میں داخل ہوئی تھی۔

"آجاؤ عانیہ۔" وہ اندر داخل ہوئی۔

"آؤ ادھر بیٹھو میرے پاس۔" انہوں نے اپنے قریب ہی اسے بٹھالیا۔

"جانتی ہو آج میں بہت خوش ہوں اور میری اس خوشی کا تعلق تم سے جڑا ہے۔ اشنا میری بہت پیاری بیٹی ہے' مگر میں اسے جیسا دیکھنا چاہتی تھی وہ ویسی نہ بن سکی میرے اندر اپنی بیٹی کے حوالے سے اک تشنگی سی رہی۔ اپنی اکلوتی بیٹی کے حوالے سے میرے خواب اس کی ہٹ دھرمی اور ضدی طبیعت دیکھتے جیسے میری آنکھوں میں ہی قید ہو کر گئے۔ پھر تم آئیں میری زندگی میں۔ تم بالکل ویسی تھی جیسی میں اپنی بیٹی کو سوچا کرتی تھی۔ اسے دیکھنے کی متمنی تھی۔ لاشعوری طور پر میں تمہارے قریب آنے لگی۔ میں تم میں اشنا کو دیکھنے لگی اور پھر مجھے خود بھی احساس نہ ہوا اور تم مجھے عزیز ہوتی گئیں۔ میری خواہشوں' میرے خوابوں کا دارومدار تمہارے اردگرد گھومنے لگا۔

تم مجھے عزیز ہو چکی ہو۔ میں تم سے محبت کرنے لگی ہوں۔" ان کی آواز بھیگ سی گئی۔ انہوں نے بہت آہستہ سے حیران حیران سی عانیہ کو اپنے ساتھ لگالیا۔ پھر انہوں نے پوچھا۔

"کیا ایک ماں کو اپنی بیٹی کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق ہے عانیہ؟"

"ایک ماں کو اپنی اولاد کے لیے ہر طرح کا فیصلہ لینے کا حق ہے آنٹی۔" عانیہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کیا کہنے جارہی ہیں اس لیے سادگی سے بولی۔

"مجھے تم سے یہ ہی امید تھی۔ تمہاری فرمانبرداری و تابعداری پر مجھے کبھی کوئی شک نہیں رہا۔ اسی لیے جب منصور صاحب نے اپنے اکلوتے بیٹے کے لیے تمہارا ہاتھ مانگا تو میں انکار نہ کرسکی۔" کوئی بم تھا جو عانیہ سعید کی سماعت پر پھٹا تھا۔ وہ تیزی سے ان سے الگ ہوئی آنکھیں جیسے پھٹنے کے قریب تر ہو گئیں۔ ہونٹ ادھ کھلے رہ گئے۔ دماغ میں سائیں سائیں ہونے لگی جبکہ سائرہ بیگم خود میں گم کہہ رہی تھیں۔

"خرم کو میں نے ہمیشہ اشنا کے حوالے سے سوچا تھا۔ اسٹیٹس میں وہ کسی صورت بھی ہم سے کم نہیں ہے' مگر پھر جب خرم نے تمہارا نام لیا تو پہلے تو میں حیران ہوئی پھر سوچا ایک بیٹی نہ سہی دوسری ہی سہی۔ اس نے تمہیں اشنا کی برتھ ڈے پر دیکھا تھا تم اس کو بہت پسند آئی ہو۔ بہت خوش رکھے گا تمہیں۔" اور عانیہ کو تو ایسے لگ رہا تھا جیسے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفقود ہو کر رہ گئی ہو۔

"مگر آنٹی۔۔۔" اپنے خشک ہونٹوں کو تر کرنے کے لیے اسے کافی محنت کرنی پڑی تھی قوت گویائی تو لگتا تھا جیسے جواب دے گئی ہو۔ حلق میں کانٹے سے اگ آئے تھے۔

"یہ۔۔۔ یہ آپ نے۔۔۔" اس کے تمام آنسو اس کی حلق میں ہی پھنس گئے۔ اسی وقت مظہر صاحب نے اندر قدم رکھا تھا۔ عانیہ نے لمحوں میں چہرہ دوسری طرف موڑتے خود کو چھپانے کی کوشش کی ورنہ کچھ ہی دیر میں اس کی حالت کافی ابتر ہو گئی تھی۔

"آپ آج جلدی آگئے۔۔۔؟" ان کی غیر متوقع آمد پر سائرہ بیگم نے پوچھا۔

"ہاں طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔" وہ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے بولے۔

"کیوں کیا ہوا؟" وہ ایک دم فکرمند ہو گئیں۔ اسی دوران عانیہ سعید اپنا ریزہ ریزہ وجود بمشکل گھسیٹے ان کے درمیان سے نکل آئی۔ اپنے کمرے میں آنے تک وہ اچھی خاصی نڈھال ہو چکی تھی۔ عرشمان داؤد کے بغیر تو زندگی جینے کا تصور ہی سوہان روح تھا۔

"نہیں۔۔۔ میں نہیں رہ پاؤں گی عرشمان داؤد کے بغیر۔" بیڈ پر گرتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"اب میں کیا کروں۔ آنٹی کو ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا انہیں مجھ سے پوچھنا چاہیے تھا۔" ساری

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

رات وہ لمحے کے لیے بھی نہ سو سکی تھی۔ آنٹی کا وہ مان بھرا لہجہ' وہ بھروسا' وہ یقین وہ اس کی محسنہ تھیں۔ انہوں نے اس کا تب ساتھ دیا' جب اپنوں نے بھی نظریں پھیر لیں اس کی کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کیا کرے۔ ایک طرف اگر آنٹی تھی تو دوسری طرف اس کی محبت تھی۔ دل کسی صورت بھی محبت سے دست برداری کے لیے تیار نہ تھا۔ دماغ بالکل خاموش تھا اور وہ خود تو ساری رات رو رو کر ہلکان ہو چکی تھی۔ صبح تک جب اسے کچھ سمجھ میں نہ آیا تو فجر کی نماز کے بعد سجدے میں گرتے تڑپ تڑپ کر رو دی۔

"مجھے عرشمان سے جدا مت کرنا میرے مولا۔ میں نہیں رہ پاؤں گی اس کے بغیر۔"

☆ ☆ ☆

وہ یہ تو جانتی تھی کہ مہمان آرہے ہیں' مگر شام کو منصور صاحب کو بمعہ فیملی دیکھ کر وہ کچھ لمحوں کے لیے ساکت سی رہ گئی۔

"ارے۔۔۔ آؤ آؤ نا عانیہ۔" اسے ڈرائنگ روم کے دروازے پر ہی بت بنے دیکھ کر مسز منصور نے اندر بلایا تھا۔ اس کی نظر ان کے ساتھ بیٹھی آنٹی کی طرف اٹھی جنہوں نے مسکرا کر اسے اندر آنے کا اشارہ کیا۔ نا چاہنے کے باوجود بھی وہ اندر کی طرف بڑھ گئی۔ اسے دیکھتے خرم منصور کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ نظریں اس کے نازک سراپے پر ٹھہر سی گئیں جو اک جھجک لیے مسز منصور کے قریب بیٹھ گئی۔

"ہمیں آپ کی بھانجی بہت پسند ہے مسز مظہر۔ میرا بیٹا بہت چوزی ہے اور عانیہ کو دیکھ کر تو مجھے اپنے بیٹے کی پسند دل سے پسند آئی ہے۔ واقعی بہت خوب صورت اور معصوم صورت پائی ہے عانیہ نے۔" انہوں نے ستائش سے دیکھتے اس کا دایاں ہاتھ تھاما جو ٹھنڈا یخ ہو چکا تھا۔ اس دوران خرم کی نظریں ایک لمحے کے لیے بھی اس کے وجود سے نہ ہٹی تھیں۔

"اتنی اچھی صورتیں بہت کم دیکھنے کو ملتی ہیں ماشاء اللہ!۔۔۔" پھر انہوں نے اپنی انگلی سے انگوٹھی اتار کر اس کی انگلی میں ڈال دی۔ یہ سب اتنی جلدی میں ہوا تھا کہ عانیہ تو عانیہ' آنٹی سائرہ بھی ورطہ حیرت سے بت بن گئیں۔ عانیہ تو ایسے ہو گئی جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہ ہو۔ ساکت' جامد' ششدر۔

"پہلی بار اس نے کوئی لڑکی پسند کی ہے۔ بہت دھوم دھام سے شادی کروں گی۔ کوئی کسر نہیں چھوڑوں گی۔ اپنے بیٹے سے زیادہ تو میں خود بے چین ہو گئی ہوں اس چاند کو اپنے آنگن میں اتارنے کو۔" مسکراتے ہوئے وہ دھیرے سے جھکیں اور پھر پتھر کی مورت بنی عانیہ کی پیشانی چوم لی۔

"اب یہ آپ کے پاس میرے خرم کی امانت ہے۔" مسز منصور نے خرم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو مسکراتی ہوئی نظروں سے مسلسل عانیہ کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ سائرہ بیگم کے پاس جیسے کہنے کو کچھ بھی نہ رہا۔ انہوں نے عانیہ کی طرف دیکھا جس کا چہرہ بیٹھے کی مانند سفید پڑ چکا تھا۔ وہ کچھ پریشان ہو گئیں۔ کیا عانیہ اس منگنی سے خوش نہیں ہے؟ مہمانوں کے جانے کے بعد وہ عانیہ کے کمرے میں آگئیں جو بیڈ پر الٹی لیٹی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھیں۔

"عانیہ۔۔۔" عانیہ سر اٹھاتے شکایتی نظروں سے ان کی طرف دیکھنے لگی۔ رو رو کر چہرہ سوج چکا تھا۔

"کیا تم اس منگنی سے خوش نہیں ہو؟"

"آنٹی میرے تو سب خواب آپ نے ریزہ ریزہ کر دیے۔" اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ چپ رہ کر اپنی محبت کسی صورت قربان نہیں کرے گی۔ اسے اس محاذ پر لڑنا تھا اور وہ لڑنے کے لیے خود کو تیار کر چکی تھی۔

"کیا مطلب خواب۔۔۔؟" کافی دیر کے بعد انہوں نے الجھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"مم۔۔۔ میں کسی اور کو چاہتی ہوں۔"

"کک۔۔۔ کیا۔۔۔؟" آنٹی سائرہ پر تو جیسے حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ آنکھیں بے یقینی سے پھیل سی گئیں۔

"یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟" وہ سر پکڑ کر بیڈ پر بیٹھ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

گئیں۔
"پہلے کیوں نہیں بتایا تم نے مجھے۔" وہ انتہائی حد تک سنجیدہ سی گویا ہوئیں۔
"میں نے اسی وقت بتانا چاہا تھا' مگر پھر انکل مظہر آگئے۔" وہ ایک دم پریشان ہوگئیں بہت زیادہ پریشان۔ یہ بھی حقیقت تھی کہ عانیہ نے انہیں اتنا پریشان پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔
"جانتی ہو انہوں نے جب تمہارا نام لیا تو میں کتنی مطمئن ہوگئی تھی۔ اک مان لیے میں نے ہاں کی تھی' مگر تم بھی اشنا کی طرح ہی نکلیں۔ بیٹیاں کبھی ماں کی تکلیف کو نہیں سمجھ سکتیں۔ ٹھیک ہے جسے تم نے مجھ پر فوقیت دی ہے اپناؤ اسے' میں تمہارے معاملے میں کبھی انٹرفیئر نہیں کروں گی' بس اب دوبارہ میرے سامنے کبھی مت آنا۔" وہ ٹوٹے پھوٹے لہجے میں کہتی دروازے کی طرف بڑھیں جب عانیہ نے ان کا ہاتھ تھام لیا۔
"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مجھے آپ سے محبت ہے' مگر۔" اس کے آنسو ایک پل کے لیے بھی نہ رکے تھے۔
"مگر اتنی بڑی قربانی۔" انہوں نے زخمی شاکی نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہاتھ چھڑانا چاہا۔
"میں اپنی انا خودداری پر ایک حرف نہ آنے دوں گی۔ میں نے بہت غلط کیا تم پر بھروسا کرکے۔ اب اس کی سزا تو مجھے ملنی ہی چاہیے۔ میں جانتی ہوں کہ زبان سے پھر جانے کا طعنہ میری زندگی سے بھی زیادہ بڑا اور موت سے زیادہ اذیت ناک ہوگا' مگر مجھے یہ طعنہ اب سننا ہی ہوگا کیوں کہ تم ایسا چاہتی ہو۔" اور پھر ان کی بوجھل آواز نے عانیہ کو ہرا دیا۔ وہ ان کے قدموں میں بیٹھ گئی۔
"ایسا نہیں ہوگا آنٹی! یہ آپ کی دوسری بیٹی کا وعدہ ہے۔ آپ کا سر کبھی کسی کے سامنے نہیں جھکے گا۔" وہ تڑپ تڑپ کر رو دی تھی جب سائرہ بیگم نے اسے قدموں سے اٹھاتے اس کے بلکتے وجود کو بانہوں میں بھر لیا۔

"مجھے معاف کردینا عانیہ میں یہاں تھوڑی خود غرض ہوگئی ہوں۔ یہ زبان کٹ تو سکتی ہے مگر اپنے کہے سے پھر نہیں سکتی۔ اسے تم کچھ بھی کہہ لو' مگر مجھے معاف کردینا۔"

☆ ☆ ☆

اس کے ہاں کرتے ہی اس کی شادی کی تیاریاں ہونے لگیں۔ عرشمان کام کے سلسلے میں ایک ہفتے کے لیے آؤٹ آف سٹی گیا تھا۔ وہ بار بار اسے فون کررہا تھا' مگر ہر بار اس کا فون بند ملتا۔ وہ ازحد پریشان ہوگیا جب کسی پل چین نہ ملا تو وہ کام ادھورا چھوڑ کر آگیا۔ پہلے بھلا کب ایسا ہوا تھا کہ اتنے دن ان کی بات نہ ہوسکے۔ وہ سیدھا آنٹی سائرہ کی طرف ہی آیا تھا۔ زینی کے ہاتھ عانیہ کو پیغام بھیج کر وہ بے چینی سے ڈرائنگ روم میں ٹہلتے اس کا انتظار کرنے لگا۔ نجانے کیوں' مگر دل کچھ مضطرب سا تھا۔
تو وہ لمحہ آگیا عانیہ سعید جس لمحے سے تم اتنے دنوں سے بچ رہی تھی۔ کیا کرپاؤ گی اس کا سامنا؟ کس منہ سے جاؤ گی اس کے سامنے اور کیا کہو گی؟ اور اسے اتنے دنوں بعد روبرو دیکھتے کیا خود پر کنٹرول رکھ پاؤ گی؟
نہیں۔۔۔ میں اس سے نہیں ملوں گی۔ مجھ میں اتنا حوصلہ نہیں ہے۔ بھیگی پلکوں سے اس نے زینی کی طرف دیکھا۔
"اسے کہو میں گھر پر نہیں ہوں۔"
"کیوں کہاں گئی ہے؟" زینی کا جواب اس کی توقع کے بالکل برعکس تھا۔
"میڈم مائرہ کے ساتھ ہی گئی ہیں۔"
"اس کا سیل کیوں آف ہے؟ وہ ٹھیک تو ہے نا؟" اس کے چہرے سے پریشانی صاف جھلک رہی تھی۔ زینی نے آہستہ سے سر اثبات میں ہلا دیا۔
"وہ ٹھیک ہیں۔"
"پھر فون کیوں بند ہے اس کا۔" وہ کسی صورت مطمئن نہ ہو رہا تھا۔ بے قراری تھی کہ بڑھتی ہی جارہی تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"ان کا سیل خراب ہوگیا ہے۔" اسے بروقت بہانہ سوجھ ہی گیا۔

"اوہ۔۔۔" اسے عرشمان داؤد کے چہرے پر اطمینان کی جھلک نظر آئی۔

"میں ایسے ہی اتنے دن ڈسٹرب رہا۔ ویسے تمہاری میم نے میری جان نکالنے میں کسر نہیں چھوڑی تھی کوئی۔

وہ جب بھی گھر آئے اسے میرا میسج دے دینا کہ مجھے فون کرے۔" ہلکا پھلکا ہو کر وہ دھیرے سے مسکرا دیا۔ راہداری سے گزرتے عرشمان داؤد کی پشت کو عانیہ سعید نے بہتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا تھا اور پھر زینی کے گلے لگتی ہچکیوں سے رو دی۔

"مجھ۔۔۔ مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا زینی' یہ دکھ بہت بڑا ہے۔ یہ مجھے اندر ہی اندر ختم کر رہا ہے۔ میں ایک بیٹی بن گئی' میں نے اپنی محبت کو جیتے جی مار دیا اور' اور جب عرشمان کو پتا چلا تو۔۔۔" ایک دم وہ ہراساں سی ہو گئی۔

"نجانے اس کا کیا رد عمل ہو وہ مجھے معاف بھی کر سکے گا یا نہیں۔"

"وہ بہت پیار کرتے ہیں عانیہ آپ سے مجھے نہیں لگتا کہ وہ خاموش بیٹھیں گے۔ میں نے ان کی آنکھوں میں آپ کے لیے محبت کا ایک جہان آباد دیکھا ہے۔" زینی نے اسے نئی پریشانی میں مبتلا کر دیا۔۔۔ کیا واقعی عرشمان داؤد خاموشی سے پیچھے ہٹ جائے گا یا۔۔۔

☆ ☆ ☆

"عانیہ کہاں ہے؟"

"جی وہ۔۔۔"

"میں جو پوچھ رہا ہوں اس کا سچ سچ جواب دو زینی اور اس بار کوئی بہانہ نہیں۔۔۔"

"سر وہ عانیہ میم تو ابھی ابھی باہر۔۔۔"

"زینی۔۔۔" وہ غصے سے دہاڑا۔

"اپنے روم میں گئی ہیں۔ مم۔۔۔ میں ابھی بتاتی ہوں۔" وہ سوچا سمجھا بہانہ حسب معمول دہرانے لگی تھی' مگر پھر اس کے تیور دیکھتے اپنی گھبراہٹ میں سچ بتا گئی۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے اس کی۔" اس نے غصے اور طنز سے اس کی طرف دیکھا اور پھر عانیہ کے روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ زینی کی گھبراہٹ میں مزید اضافہ ہو گیا۔

"نجانے اب کیا ہو۔" وہ فقط سوچ کر رہ گئی۔

"واٹس پرابلم ودیو عانیہ' کیوں میرے ساتھ اس طرح کر رہی ہو؟" دروازہ کھولتے وہ سرعت بھرے انداز میں اندر داخل ہوا تھا۔ اس کی غیر متوقع آمد پر عانیہ بوکھلاتے ہوئے بیڈ سے اٹھی۔

"آپ۔۔۔؟" اسے ہرگز امید نہ تھی کہ وہ اس طرح اس کے بیڈ روم میں چلا آئے گا۔

"ہاں میں۔۔۔" وہ اس کے روبرو آ کھڑا ہوا' پھر اس کے گھبرائے ہوئے چہرے پر سنجیدہ سی نظر ڈالتے بولا۔

"کیوں مجھے اوائیڈ کر رہی ہو پرابلم کیا ہے؟"

"مم۔۔۔ میں کب اوائیڈ کر رہی ہوں آپ کو؟"

"تو پھر یہ سب کیا ہے' تمہارا سیل بند ہے' گھر کے نمبر پر کال کرو تو تم آتی نہیں ہو ملنے آؤ تو ایک ہی بہانہ سننے کو ملتا ہے کہ میم گھر پر نہیں ہیں تو پھر ان سب کا مقصد کیا ہے؟ کیوں ایسا ایٹی ٹیوڈ اپنا رہی ہو میرے ساتھ۔ مجھے سچ سچ بتاؤ مسئلہ کیا ہے؟" وہ اس کے دونوں کندھے تقریباً جھنجوڑتے ہوئے بولا اور عانیہ جو بات کرنے کے لیے اپنے دماغ میں لفظوں کو ترتیب دے رہی تھی ایک دم جیسے ڈھے سی گئی' وہیں کارپٹ پر بیٹھتے رو دی۔ عرشمان کو اس کے آنسوؤں سے ہی اپنے لہجے کی سنگینی کا احساس ہوا۔ لمبا سانس ہوا میں خارج کرتے اپنے اعصاب کو ڈھیلا چھوڑتے وہ اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ اس کا یوں بلک بلک کر رونا اس کی جان نکالنے لگا۔

"کیوں میری جان کے درپے ہو' بتاتی کیوں نہیں' ہوا کیا ہے؟ پلیز سٹیئر کرو مجھ سے۔" اس نے اس کے دونوں ہاتھ اس کے چہرے سے ہٹائے۔ عانیہ نے بھیگی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

پلکیں اٹھائیں۔ عرشمان داؤد کو اپنا آپ ان میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے جیب سے رومال نکالا اور پھر نرمی سے اس کے آنسو صاف کرنے لگا۔

"او کے آئی ایم سوری مجھے واقعی تم سے اتنی سختی سے بات نہیں کرنی چاہیے تھی، لیکن یار یقین کرو اس ایک ہفتے میں مجھے ایسے لگا جیسے میں پاگل ہو جاؤں گا اور اس ہفتے کی ساری فرسٹریشن نا چاہتے ہوئے بھی تم پر نکل گئی۔

تمہاری بے رخی میں کسی صورت برداشت نہیں کر سکتا عانیہ، تمہاری وجہ سے ہی میں اپنا کام ادھورا چھوڑ کر واپس آیا ہوں اور ادھر ہر بار کوئی نہ کوئی بہانہ سننے کو ملتا، میں اتنا بے بس آج تک کبھی نہیں ہوا جتنا میں نے گزرے اس ہفتے میں خود کو محسوس کیا ہے۔ اٹھو تم یہاں سے۔" پھر اسے اٹھاتے اس نے بیڈ پر بٹھایا اور خود اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔

"عانیہ کیا ہمارا تعلق ایسا نہیں ہے کہ تم اپنی پرابلم میرے ساتھ شیئر کر سکو۔" پریشانی، تفکر، پروا، تشویش کیا کچھ نہ تھا اس وقت عرشمان داؤد کی آنکھوں اور لہجے میں، عانیہ سعید خود کو ملامت کرنے لگی۔ اپنے لیے فکر مند ہوتے اس بے حد عزیز اور پیارے شخص کو دیکھتے اس کے دل میں ٹیسیں سی اٹھنے لگیں۔ وہ کتنا اچھا تھا کتنا مہربان اور کتنا مخلص اور عانیہ سعید کو اس اتنے اچھے اور خالص بندے کے دل کو توڑنا تھا۔ اس سے دور جانا تھا اسے چھوڑنا تھا، دل مانے یا نہ مانے۔

"آپ کو یوں میرے کمرے میں نہیں آنا چاہیے تھا۔" وہ خود کو سمیٹ چکی تھی۔ دل کے ماتم سے بچاتی دونوں کانوں کو مسدود کر چکی تھی۔ اس کے لہجے کی تبدیلی عرشمان کو کسی انہونی کی طرف اشارہ کرتی محسوس ہوئی۔ اسے کچھ کھٹکا مگر کیا... بس یہیں آکر وہ الجھ گیا۔

"میں اس وقت کسی کے گھر میں پناہ لیے ہوئے ہوں۔ وہ اس طرح آپ کو میرے کمرے سے نکلتا ہوا دیکھ کر کیا سوچیں گے۔ آپ کو خیال کرنا چاہیے تھا۔" کھڑے ہوتے وہ نامحسوس انداز میں اس کی طرف سے پیٹھ موڑ گئی۔ کیوں کہ اب جو وہ کہنے جا رہی تھی وہ کسی صورت ان لفظوں کے بعد اس دلربا شخص کے چہرے پر بکھرتے درد اور آنکھوں سے امڈتی حیرت و بے یقینی کو دیکھنے کی خود میں ہمت نہیں پاتی تھی جبکہ اس کے رویے کو دیکھتے عرشمان داؤد کی الجھن مزید بڑھ گئی۔ ان کا تعلق جس اسٹیٹس سے تھا وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کے کمرے سے نکلتے دیکھ کر کوئی کچھ بھی نہ سوچتا پھر وہ اس طرح کیوں کہہ رہی تھی۔

"میری انگیجمنٹ ہو چکی ہے، بہت جلد شادی ہونے والی ہے اور آپ کا اس طرح یوں میرے روم میں آنا..." آگے اس نے بات ادھوری چھوڑ دی یا پھر مزید کچھ کہنے کی ہمت ہی نہ رہی تھی۔ اس کے آنسو بہنے لگے۔ کتنی دیر گزر گئی، مگر ان دونوں کے درمیان خاموشی چھائی رہی۔ وہ اپنے دھک دھک کرتے دل کی دھڑکنوں کو گنتے اس کے ردعمل کا انتظار ہی کرتی رہی، مگر اتنی دیر گزرنے کے باوجود ان کے درمیان موجود خاموشی نہ ٹوٹی۔ اتنی زیادہ خاموشی کی توقع وہ ہرگز نہ کر رہی تھی۔ وہ آہستہ سے پلٹی اور پھر جیسے ساکت رہ گئی۔

اسے عرشمان داؤد کے وجود پر کسی بت کسی پتھر کا گمان گزرا خود کو ہلکی سی بھی جنبش دیے بغیر یہاں تک کہ اپنی پلکوں کو جھپکے بغیر وہ یک ٹک اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"کیا کہا تم نے، میں نے ٹھیک سے سنا نہیں۔" اس کے پلٹنے پر اس نے پوچھا تھا۔ عانیہ کی ساری ہمتیں جواب دے گئیں۔ اسے لگا کہ اب وہ کچھ نہ کہہ پائے گی وہ نڈھال سی دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپاتے رو پڑی۔

"رونے سے کبھی کوئی پرابلم حل نہیں ہوتی، ڈسکس کرو مجھ سے، اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے کس طرح کہہ دی تم نے۔ بتاؤ مجھے۔" درشتی سے کہتے اس نے اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹانے چاہے جب اس کی انگلی میں جگمگاتی رنگ پر اس کی نظر پڑی۔ وہ پہلی بار ٹھٹکا، ہاتھ ہوا میں ہی معلق ہو کر رہ گیا۔ تو کیا وہ سچ کہہ رہی تھی؟

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"عانیہ..." رنگ والے ہاتھ کو تھامتے اس کی آواز میں گہری بے چینی تھی۔

"کیا یہ سچ ہے؟" عانیہ کی آنکھیں جھکتی چلی گئیں۔ اس کی نادم سی خاموشی نے عرشمان داؤد کو جیسے اندر باہر سے ہلا کر رکھ دیا۔

"کیوں عانیہ...؟ کیوں...؟" اسے دونوں کندھوں سے جھنجوڑتے صدمے کی شدت سے اس کی آواز پھٹ سی گئی۔ عانیہ کے آنسوؤں میں اور تیزی آگئی۔

"ایک ہفتہ پہلے تک تو سب ٹھیک تھا پھر ایک دم ایسا کیا ہو گیا۔" وہ جیسے تڑپ اٹھا پھر دونوں ہاتھ اس کے کندھوں پر جماتے متغیر سی حالت لیے مسکراتے ہوئے بولا۔

"مم... میں جانتا ہوں تم... تم مذاق کر رہی ہو مجھ سے! ہے نا یہ ہی بات... ہے نا! یہ سب جھوٹ ہے نا؟" اس کی حالت دیکھتے عانیہ کا دل گھٹنے لگا۔

"یہ... یہ سچ ہے عرشمان۔" اسے اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی ہوئی لگی۔ اس دوران پہلی بار عرشمان کا چہرہ شدید اشتعال کی گرفت میں آیا۔ اس کا پارہ ہائی ہونے لگا۔ اس کے ہونٹوں سے سننے کے باوجود بھی اس نے اس کی بات پر یقین نہیں کیا تھا۔ اس کا دل کسی صورت مان ہی نہیں رہا تھا کہ عانیہ اس کے ساتھ اس طرح کر سکتی ہے' مگر وہ اس کے ساتھ اس طرح کر چکی تھی۔ اس کے چہرے کا تناؤ بڑھنے لگا عضلات اک واضح کھچاؤ کی لپیٹ میں آنے لگے۔

"میری آنکھوں میں دیکھ کر کہو' ابھی تھوڑی دیر پہلے تم نے کیا بکواس کی ہے۔"

"پلیز عرشمان... ایک بار کہہ چکی ہوں کہ میری منگنی ہو چکی ہے پھر کیوں یقین نہیں کر لیتے آپ۔ ثبوت کے طور پر انگوٹھی بھی آپ دیکھ چکے ہیں۔" لاکھ چاہنے کے باوجود بھی وہ اس کی آنکھوں میں نہ دیکھ سکی بلکہ اس کے چہرے پر بھی نظر نہ ڈال سکی۔

"پچھلے تین ماہ سے پھر جو ہمارے درمیان چل رہا تھا پھر وہ کیا تھا۔" اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں' لہجہ انتہائی تلخ اور سرد ہو گیا۔ دل چاہ رہا تھا اسے جھنجوڑ کر رکھ دے جو ایک گھنٹے سے مسلسل اس کے ضبط و برداشت کو آزما رہی تھی' اس کے جذبات کے ساتھ کھیل رہی تھی۔

"میں نہیں جانتی کہ وہ سب کیا تھا' میں بس اتنا جانتی ہوں کہ میری منگنی ہو چکی ہے۔" وہ بھرائی آواز میں بولی۔

"منگنی..." زخمی لہولہو آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے وہ اذیت و تکلیف کی نجانے کس اسٹیج پر جا پہنچا تھا پھر اس کے کندھوں کو چھوڑتے درد سے چور لہجے میں بولا۔

"کتنی ظالم ہو تم' تمہیں ذرا احساس نہیں کہ تمہارے یہ الفاظ کسی نشتر کی طرح میرے دل کو گھائل کر رہے ہیں' میں اس وقت کتنی تکلیف سے گزر رہا ہوں۔ کیوں اتنی سنگدل ہو گئی ہو کہ محبت بھرے دل کو اتنی بے رحمی اور سفاکی سے توڑ رہی ہو۔ جانتی ہو نا کہ نہیں رہ سکتا تمہارے بغیر پھر کیوں میری تکلیف کا مزا لے رہی ہو یا کہ مجھے آزما رہی ہو۔ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو مجھے بتاؤ' مگر اتنی بڑی سزا نہیں عانیہ... میں نہیں سہہ پاؤں گا۔" اک بے قراری سے اس نے اس کا ہاتھ تھاما عانیہ کو اس کی آواز بھیگی سی لگی۔ اس کا دل عجیب سی توڑ پھوڑ کر شکار ہونے لگا۔ عرشمان کے لفظوں میں اتنی سچائی اور لہجے میں اتنا درد تھا کہ اس کا دل تڑپنے لگا۔ اسے خود کو سنبھالنا مشکل لگنے لگا۔ وہ ہارنے لگی اور یہ ہی وہ لمحہ تھا جب وہ کمزور پڑ سکتی تھی' مگر اسے کمزور نہیں پڑنا تھا' کسی صورت نہیں پڑنا تھا۔ آنٹی سائرہ کے احسانوں کا بوجھ اتارنے کے لیے ان کی عزت پر اپنی محبت قربان کرنی ہی تھی۔ اس کے لیے چاہے وہ خود اندر سے ہمیشہ کے لیے مر جاتی' مگر اسے ایسا کرنا ہی تھا۔

"ایک بار آپ سے کہہ چکی ہوں کیوں سمجھ میں نہیں آتا آپ کی۔ کچھ دنوں میں شادی ہے میری' اس لیے پلیز یہاں بار بار آ کر میرا اور اپنا ٹائم ضائع مت کریں۔ میں نے کبھی بھی کسی بھی قسم کے عہد و پیماں نہیں باندھے آپ سے' چند دن آپ کے ساتھ ہنس

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بول کر کیا گزار لیے آپ تو پیچھے ہی پڑ گئے اور پلیز اس طرح مجھے تنگ کر کے یہ سوچنے پر مجبور نہ کریں کہ جو وقت آپ کے ساتھ گزرا وہ میری زندگی کا برا ترین وقت تھا۔" بہت ہمت کرنی پڑی اسے یہ سب کہنے کے لیے جبکہ عرشان داؤد تو پتھر کا مجسمہ بنا ناقابل یقین نظروں سے اس کی طرف دیکھتا چلا گیا۔ اسے کسی صورت یقین نہ آیا کہ یہ سب عانیہ سعید نے کہا ہے ...اس کی عانیہ سعید نے جسے اس نے ٹوٹ کر چاہا اور جس کے اندر اس کی جان بستی تھی جس کے میٹھے نرم لہجے میں اس کی زندگی دھڑکتی تھی۔ کتنے سنگین الفاظ تھے اس کے اور کس قدر بے رحمی سے ادا کیے گئے تھے جبکہ عانیہ اسے وہیں ساکت بے یقین چھوڑ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکل آئی۔

"میں نے بہت برا کیا ہے اس کے ساتھ زینی، بہت برا، بڑی بے دردی سے اس کا دل توڑا ہے میں نے، وہ جو عورت پر یقین کرنے سے ڈرتا تھا میں نے اس کے ڈر کو سچا ثابت کر دیا ہے۔ وہ... وہ اب کبھی کسی عورت پر یقین نہیں کر پائے گا۔ اب وہ شاید کبھی کسی پر بھروسا نہ کر پائے اگر قسمت نے ہمیں ملانا ہی نہیں تھا تو پھر ایک دوسرے کے قریب ہی کیوں لائی۔ بہت ظالمانہ کھیل کھیلا ہے تقدیر نے ہم دونوں کے ساتھ، بہت ظالمانہ۔" وہ زینی کے گلے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی اس کی اس قدر تکلیف پر زینی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس ٹوٹی پھوٹی لڑکی کی جھولی خوشیوں سے بھر دے۔

گھر آنے کے بعد بھی وہ کتنی دیر بے یقین ہی رہا۔ اسے لگا جیسے وہ سب ایک برا خواب ہو وہ آنکھیں کھولے گا اور سب ٹھیک ہو جائے گا۔ کیوں، کیوں اس کا دل یقین نہیں کر پا رہا تھا۔ آخر کیوں نہیں۔ اس کا اتنا سنگدلانہ رویہ دیکھنے کے باوجود بھی یہ دل کیوں اسی کے لیے تڑپ رہا تھا اسی کے بارے میں مسلسل سوچے جا رہا تھا اسی سے محبت کر رہا تھا۔ عانیہ سعید اس کی زندگی میں آنے والی پہلی لڑکی تھی اور جسے اس نے دل کی تمام تر گہرائیوں سے ٹوٹ کر چاہا تھا۔ وہ عورت ذات پر اعتبار کرنے لگا اور اب... اسے لگا جیسے اس کے دامن میں کچھ نہ بچا ہو۔ اس کے نزدیک اس کے بغیر جینے کا تصور ہی نہ تھا اور اب کیا وہ اس کے بغیر جی پائے گا ہر گزرتا لمحہ اس کے لیے بھاری سے بھاری ہوتا جا رہا تھا۔ وہ پچھلے دو گھنٹوں سے مسلسل لان میں ٹہل رہا تھا پریشانی ایسی تھی کہ ایک لمحے کے لیے بھی سکون نہ تھا۔ اپنی پوری زندگی میں وہ کبھی اتنا پریشان نہیں ہوا تھا جتنا ان گزرے کچھ گھنٹوں میں ہوا تھا۔ وہ جتنا سوچتا جا رہا تھا اتنا ہی مزید الجھتا جا رہا تھا دونوں ہاتھوں میں سر تھامے وہ وہیں سنگی بنچ پر بیٹھ گیا۔

☆ ☆ ☆

وہ یونیورسٹی جانے کے لیے گھر سے نکلی تھی اس کی گاڑی ابھی تھوڑی دور ہی چلی تھی جب ڈرائیور کو بریک لگانی پڑی، سامنے عرشان داؤد اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا گاڑی رکتی دیکھ کر وہ ڈرائیور کی طرف بڑھا پھر کھڑکی کی طرف جھکتے بولا۔

"تم گھر جاؤ عانیہ کو میں یونیورسٹی چھوڑ دوں گا۔"

ڈرائیور کی اتنی مجال نہ تھی کہ وہ اس سے کسی قسم کا کوئی سوال جواب کرتا اسی لیے دھیرے سے سر اثبات میں ہلاتے باہر نکل آیا جبکہ اسے گاڑی میں بیٹھتے دیکھ وہ گھبرا گئی۔

"آپ...؟ آپ یہ کہاں لے جا رہے ہیں مجھے؟" روٹ تبدیل ہوتا دیکھ کر وہ پریشانی سے گویا ہوئی۔

"ڈونٹ وری تمہیں اغوا کرنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں ہے کسی بھی پرسکون جگہ پر جا کر گاڑی روک دوں گا تاکہ تم سے کھل کر بات کر سکوں۔" بیک ویو مرر سے اس کی ڈری سہمی صورت دیکھتے وہ نارمل سے انداز میں بولا۔

"کیسی بات...؟"

"کیوں پریشان ہوتی ہو اچھی طرح جانتی ہو کہ تمہارے اور میرے درمیان صرف ایک ہی ٹاپک پر بات ہو سکتی ہے۔" پھر وہ کم رش والی جگہ پر گاڑی روکتے پیچھے مڑ کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "میں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

آگے آنا پسند کروگی یا پھر میں پیچھے آؤں؟"
"عرشمان پلیز یہ آپ کیا کررہے ہیں۔" اس کی آنکھوں میں نمی چھانے لگی۔
"لگتا ہے مجھے ہی پیچھے آنا پڑے گا۔" پھر اس کے آگے سے پیچھے آکر بیٹھنے تک عانیہ دھڑدھڑ کرتے دل کی دھڑکنیں ہی سنبھالتی رہی' ہاتھ ایک دم ٹھنڈے ہوچکے تھے۔ انگلیاں چٹخاتے وہ اپنی گھبراہٹ کو کسی صورت کم نہ کرپائی تھی۔
"ہوں۔۔۔ اب بتاؤ کیا سمجھ کر تم اتنا عرصہ مجھے بے وقوف بناتی رہیں۔ میرے جذبات سے کھیلتی رہیں۔" اس کے قریب بیٹھتے وہ بہت ریلیکس انداز میں بولا تھا اور یہی انداز تو عانیہ کو کھٹک رہا تھا اس کی گھبراہٹ میں مزید اضافہ کررہا تھا۔
"مم۔۔۔ میں نے کوئی کھیل نہیں کھیلا آپ کے ساتھ۔۔۔"
"گڈ' تو اس کا مطلب ہے تمہیں واقعی مجھ سے محبت ہے۔" زچ ہوتے اس نے بھیگی پلکیں اٹھائیں۔ وہ کیوں بار بار اسے اسی موڑ پر لا کھڑا کرتا تھا جس سے وہ بچنا چاہ رہی تھی۔
"دیکھیں عرشمان بات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔"
"بات کو ہی تو سمجھنے کی کوشش کررہا ہوں کئی دنوں سے اور بات ہی تو سمجھ میں نہیں آرہی۔" وہ اس کی بات کاٹتے تیز لہجے میں بولا تب وہ بھی چیخ پڑی۔
"میں آپ کو نہیں چاہتی' کتنی بار بتاؤں آپ کو۔"
"پھر مجھے یقین کیوں نہیں آرہا۔"
"یہ آپ کا مسئلہ ہے۔"
"میرے اور تمہارے مسئلے کب سے الگ الگ ہوگئے عانیہ؟" اس کی آواز گمبھیر ہوگئی۔
"ویسے تم نے مجھے بہت تکلیف پہنچائی ہے۔ اتنی کہ آج تک کسی نے نہیں پہنچائی' مگر چونکہ تم دل کی ملکہ ہو تو تمہاری ہزار خطائیں بھی معاف۔۔۔" وہ اس کی طرف جھکتے اس کے چہرے پر لہراتی اکلوتی لٹ کو نرمی سے چھوتے ہوئے بولا۔ لہجے کی گمبھیرتا اور تپش عانیہ کے حواسوں پر چھانے لگی۔ دلفریب کلون کی مہک اردگرد حصار باندھتے اسے بے بس کرنی لگی۔
"عرشمان پلیز۔ آپ یہ کیوں کررہے ہیں؟ کیوں تنگ کررہے ہیں مجھے جب سب ختم ہوچکا ہے تو۔" وہ تقریباً کھڑکی کے ساتھ چپک سی گئی۔
"تو اس کا مطلب ہے ہمارے درمیان "کچھ" تھا جس کا تم نے خود ابھی اعتراف کیا ہے۔" وہ اس کی بات پکڑتے یکلخت سنجیدہ ہوا تھا۔ "اور وہ کچھ کیا تھا عانیہ' وہ صرف محبت تھی جو ہم ایک دوسرے سے کرتے تھے' کرتے ہیں' کیوں بھاگ رہی ہو اس محبت سے؟ کیوں میری زندگی میں خوشیوں سے کھیل رہی ہو' ایسا کیا ہوگیا ہے جو تمہیں مجھ سے دور جانے پر مجبور کررہا ہے اور تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میں اتنی آسانی سے تم سے دستبردار ہوجاؤں گا۔ تم میری واحد خوشی ہو اور میں تمہیں کسی صورت اپنی خوشی چھیننے کی اجازت نہیں دوں گا۔ کیسی منگنی اور کونسی منگنی میں نہیں مانتا اس منگنی کو۔"
اس کی بھاری ہوتی آواز' لہجے میں چھپی حسرت و محبت' لفظوں سے جھلکتا سچ عانیہ سعید کو اندر سے کمزور کرنے لگا۔ آنکھیں پانی سے بھرنے لگیں۔ کیا اس دلربا سے شخص کو کھو کر وہ جی پائے گی؟ کتنی بار اس نے سوچا تھا کہ' وہ اس سے اتنی بدتمیزی اتنی سختی سے بات کرے گی کہ وہ بدزن ہوکر خود ہی اس سے نفرت کرنے لگے گا مگر' پھر اس کے سامنے آتے وہ ہر چیز ہی بھول جاتی سوائے اپنی بے بسی کے۔ وہ لاکھ چاہنے کے باوجود بھی اس سے سخت لہجے میں بات نہ کرپائی تھی کیونکہ عرشمان داؤد اس کے لیے اس کی پوری زندگی تھا۔ قسمت نے اسے اس موڑ پر ضرور لا کھڑا کیا تھا مگر یہ ہی قسمت عانیہ سعید کے دل سے عرشمان داؤد کی محبت ایک انچ بھی کم نہ کرپائی تھی بلکہ جب سے احساس ہوا تھا کہ وہ اس کا نہیں' دل اور دیوانہ ہونے لگا تھا۔ وہ سر جھکا گئی اتنا کہ اس کے آنسو عرشمان داؤد کی گہری نظروں سے بھی چھپ گئے۔
"اب سر کیوں جھکا رہی ہو بات کرلو مجھ سے۔ کہو کہ وہ سب ایک مذاق تھا گھٹیا مذاق' مت آزماؤ میرے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

پیار کو، نہیں جی سکتا میں تمہارے بغیر۔" اس نے ہاتھ سے اس کا چہرہ اونچا کرنا چاہا جب اس کا ہاتھ جھٹکتے وہ جیسے پھٹ پڑی' دل و دماغ کی اس لڑائی میں وہ نیم پاگل ہو کر رہ گئی تھی۔

"کیا چاہتے ہیں آپ؟ مرجاؤں میں خود کشی کرلوں؟ تو ٹھیک ہے میں یہ بھی کر گزروں گی پھر آپ خوش ہو جایئے گا۔" اپنے آنسوؤں کو بے دردی سے رگڑتے وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولی جبکہ عرشمان داؤد کا منہ کچھ کہنے کے لیے کھلے کا کھلا رہ گیا۔ اتنا شدید ردعمل۔

"عانیہ۔" وہ فقط اتنا ہی کہہ پایا۔

"جان چھوڑ دیں میری اللہ کے واسطے ورنہ میں واقعی خود کشی کرلوں گی' ختم کردوں گی خود کو مت آئیں بار بار میرے سامنے' تکلیف ہوتی ہے آپ کو دیکھ کر بہت تکلیف ہوتی ہے۔ رحم کھائیں مجھ پر۔" وہ اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑتے ضبط کی آخری سیڑھی پر جا پہنچی تھی۔ عرشمان داؤد حیران پریشان اس کی طرف دیکھتا ہی رہ گیا جب وہ دروازہ کھولتے تیزی سے باہر نکلی اور پھر فٹ پاتھ پر بھاگنے لگی اس سے پہلے کہ وہ اس تک پہنچتا وہ قریب سے گزرتے رکشے کو روک کر اس میں سوار ہو گئی۔

☆ ☆ ☆

اس ملاقات کے بعد اس نے بہت کوشش کی عانیہ سے ملنے کی مگر اس نے تو جیسے گھر سے باہر نہ نکلنے کی قسم کھا رکھی تھی ہر وقت اپنے کمرے میں ہی بند رہتی۔

عرشمان داؤد جیسے شخص کو کھو کر جینا موت سے بھی بدتر تھا' وہ بہت بار کمزور پڑی تھی مگر پھر اسے خود کو خود ہی دلائل دیتے سمجھانا پڑا۔ خرم نے ایک دو بار اس سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا مگر وہ سختی سے انکار کر گئی یہاں اسے آنٹی سائرہ بھی فورس نہ کرپائیں۔ وہ اسے شاپنگ پر لے جانا چاہتی تھیں مگر اس نے صاف انکار کردیا۔ ادھر جب اس کی شادی کا کارڈ عرشمان داؤد تک پہنچا تو صحیح معنوں میں اس کا دماغ گھوم کر رہ گیا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ساری دنیا کو آگ لگادے۔

بی جی کی گود میں سر رکھے وہ درد کی نجانے کونسی حد پر تھا۔ اسے اتنا ٹوٹا بکھرا دیکھ کر بی جی کے کلیجے پر بھی ہاتھ پڑا تھا۔ وہ کتنی دیر بے یقینی سے کارڈ کو دیکھتی رہیں پھر آہستہ سے بڑبڑائیں "یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" انہیں جیسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔ ابھی کچھ دن پہلے ہی تو انہوں نے سائرہ بیگم سے عرشمان اور عانیہ کے رشتے کی بات کی تھی تب تو انہوں نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا اور عرشمان داؤد تو ایسے تھا جیسے پوری دنیا سے ناراض ہو چکا ہو۔ کتنے دن گزر گئے اسے اپنے کمرے میں بند۔ کھانا' پینا' سونا' جیسے وہ سب بھول گیا وہ خود سمیت ساری دنیا کو بھول گیا' ہو سکتا تھا کہ اس فرسٹریشن میں وہ خود کو ختم کرلیتا کہ اس دن آنٹی سائرہ چلی آئیں۔ وہ کمرے میں مکمل اندھیرا کیے پڑا تھا۔ وہ اندر داخل ہوئیں اور پھر آہستہ سے لائٹ جلادی' عرشمان نے کافی ناگواری سے اس عمل کو دیکھا تھا۔ اندھیرے میں رہنے کی تو جیسے اسے عادت سی ہو گئی تھی۔ وہ روشنیوں سے نفرت کرنے لگا تھا۔ اسے لگا کوئی ملازم ہو گا مگر پھر آنٹی سائرہ کو دیکھ کر وہ خاصا حیران ہوا تھا۔

"آپ۔۔۔!؟"

جبکہ وہ ساڑھی کا پلو سنبھالتے ایک ادائے نزاکت سے چلتی گردن اکڑائے اس کے قریب چلی آئیں۔

"ہاں میں؟" پھر اس کی بڑھی ہوئی شیو' ملگجے شکن آلود لباس' آنکھوں کے گرد پڑے ہلکوں اور کئی دنوں کی رتجگوں کے احساس سے سرخ دوڑے لیے ویران بنجر آنکھوں کو دیکھ کر افسوس سے سر ہلاتے ہوئے بولیں۔ "یہ کیا حالت بنا رکھی ہے اپنی؟ تم تو پہچانے ہی نہیں جا رہے' پورے مجنوں بنے ہوئے ہو۔ اس بے وفا لڑکی کی وجہ سے اس طرح جوگ لینا سوٹ نہیں کرتا تم پر۔ تم داؤد انڈسٹریز کے اکلوتے مالک' کروڑوں نہیں بلکہ اربوں کے تنہا وارث ہو۔" عرشمان داؤد کی آنکھوں کی سرخی بڑھنے لگی۔ ہزار چاہنے کے باوجود وہ ان کی آمد

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کا مقصد نہیں جان پایا تھا جبکہ وہ کہہ رہی تھیں۔

"تو مائے سن تو عرشمان داؤد کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ دو ٹکے کی لڑکی کی خاطر خود کو برباد کرے۔ دیکھو تو کتنی گھٹن ہو رہی ہے تمہارے روم میں۔ زندگی کی ذرا سی رمق کا بھی احساس نہیں ہو رہا ہے۔ ہر چیز سے اداسی ٹپک رہی ہے خیر' تم اپنے کمرے میں کس طرح رہتے ہو یہ تمہارا ذاتی مسئلہ ہے میں تو تم سے صرف اتنا پوچھنے آئی ہوں کہ جب ایک انسان کا دل ٹوٹتا ہے تو اسے کیسا محسوس ہوتا ہے۔" عرشمان داؤد کی آنکھوں میں الجھن چھانے لگی آخر وہ کہنا کیا چاہ رہی تھیں وہ سمجھنے سے قاصر تھا جبکہ وہ استہزائیہ مسکراہٹ ہونٹوں پر لاتے ہوئے بولیں۔

"کبھی اتنی ہی بے دردی سے تم نے بھی کسی کا دل توڑا تھا۔" وہ اس دوران پہلی بار چونکا۔ یعنی جیسا وہ سوچ رہا تھا ویسا کچھ بھی نہ تھا معاملہ کچھ اور تھا۔ آنٹی سائرہ اس کے زخموں پر مرہم نہیں بلکہ نمک چھڑکنے آئی تھیں۔ "کیوں آئی ہیں آپ یہاں؟" وہ ازحد سنجیدہ سا گویا ہوا۔ جب مصنوعی حیرت کا اظہار کرتے انہوں نے کہا۔

"کتنی کمزور یادداشت ہے تمہاری ابھی بتایا تو ہے۔ ویسے ایک بات ہے تمہیں اس طرح دیکھ کر میرے دل کو بہت سکون مل رہا ہے' جیسے کرنی ویسی بھرنی۔"

"آ... آپ۔"

"ہاں میں۔" وہ غصے سے چیخیں۔ "آج سے ایک سال پہلے اپنے زعم میں جس معصوم کا تم نے بڑی بے دردی سے دل توڑا تھا وہ کوئی اور نہیں میری اپنی بیٹی تھی جو اس دن کے بعد سے مسکرانا تک بھول چکی ہے' زندگی کو ایک بوجھ کی طرح گزار رہی ہے۔ اسی دن میں نے تم سے انتقام لینے کی قسم کھائی تھی اور پھر خوش قسمتی سے میری ملاقات عائشہ سے ہو گئی۔ واہ کیا صورت پائی تھی اس نے اور کیا معصومیت تھی چہرے پر۔ اگر میری اٹھی نظر ٹھٹک سکتی تھی تو پھر تمہاری کیوں نہیں۔ چارے کے طور پر تمہارے سامنے پیش کیا تھا میں نے اسے' بڑا سجا سنوار کر' پیسے تک کی پروا نہ کی اور تم" وہ ہنسیں بڑی عجیب سی ہنسی تھی۔ "تم تو چارہ کھانے کے لیے ایک دو ملاقاتوں کے بعد ہی اتاولے ہو گئے حسن بھی کیا چیز ہوتا ہے' انسان کی سدھ بدھ ہی کھو دیتا ہے۔ وہ سب ایک پری پلان تھا ڈیئر۔" اور عرشمان داؤد کا چہرہ حیرت سے بت بن گیا جبکہ آنکھیں بے یقینی کے احساس سے قدرے پھیل سی گئیں۔ اسے کسی صورت یقین نہیں ہو رہا تھا کہ آنٹی سائرہ اس کے ساتھ اس طرح بھی کر سکتی ہیں۔ ہاں اسے اب بھی اچھی طرح یاد تھا ایک سال پہلے اشنا کے اظہار محبت پر وہ پہلے تو کتنی دیر بے یقین اور حیران رہا مگر پھر بہت نرمی اور رسان سے سمجھے ہوئے لہجے میں اسے سمجھایا کہ اس کا جذبہ یک طرفہ ہے وہ اس کے بارے میں اس طرح نہیں سوچتا۔ تب اشنا بہت روئی تھی اسے اپنی محبت کے واسطے بھی دیے تھے مگر عرشمان داؤد جیسے اپنے دل کے آگے مجبور تھا جو اس کے بارے میں اس طرح سوچنے کو کسی صورت تیار نہ تھا۔ عرشمان نے بہت ندامت محسوس کرتے اس سے معذرت کی تھی اسے حقیقتاً" بہت دکھ ہوا تھا کہ اس کی وجہ سے اشنا کا دل ٹوٹا تھا تب آنٹی سائرہ وہاں موجود نہیں تھیں تو اس کا مطلب ہے یہ سب کیا دھرا اشنا کا تھا اس نے اپنی مما کو ان دونوں کے درمیان ہوئیں ساری باتیں بتائی ہوں گی۔

عرشمان داؤد نے سلگتی ہوئی نظریں اٹھائیں سامنے کھڑی شاطرانہ انداز میں مسکراتی عورت اس کی سگی چاچی تھیں وہ چاہتا تو انہیں ذلیل کر سکتا تھا انہیں بہت کچھ سنا سکتا تھا مگر وہ بولا تو فقط اتنا۔

"کیا عائشہ بھی آپ کے اس پلان میں شامل تھی؟"

سائرہ بیگم اک ادا سے مسکرائیں جیسے وہ اس سے اسی سوال کی توقع کر رہی تھیں۔ اس کی موجودہ حالت ان کے دل کو سکون فراہم کر رہی تھی۔ پھر وہ کیوں نہ خوش ہوتیں۔ ان کا دل چاہا کہ وہ زور زور سے قہقہے لگائیں۔ جس طرح اس شخص نے ان کی بیٹی کو رلایا تھا یہ خود بھی اسی طرح رونے والا تھا۔ وہ بازی جیت چکی تھیں انہوں نے جیسا چاہا تھا بالکل ویسا ہی ہوا تھا' پھر وہ اس کی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

طرف طنزیہ دیکھتے ہوئے بولیں۔

"ہاں وہ تمہاری ہیروئین بھی اس پلان میں شامل تھی مڈل کلاس کی لڑکیوں میں یہ خوبی بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے کہ وہ پیسے کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار ہوجاتی ہیں۔ میں نے کسی امیر لڑکے کے ساتھ اس کی شادی کروانے کا وعدہ کیا تھا اور اس کے بدلے میں اسے تمہارے جذبات کے ساتھ کھیلنا تھا' تمہارا دل توڑنا تھا اور اب جبکہ وہ ایسا کرچکی ہے تو وعدے کے مطابق اس کی شادی میں تمہارے جتنے ہی امیر لڑکے سے کروارہی ہوں۔ تم اچھی طرح جانتے ہو اسے' تمہارا ہی بزنس پارٹنر خرم منصور تمہارے ہم پلا ہی ہے۔ تمہیں تو شاید خبر بھی نہ ہوگی خود کو کمرا بند کیے پورے مجنوں بنے بیٹھے ہو۔ میں تو تمہیں خاص بلاوا دینے آئی تھی کہ کل اس کی بارات پر ضرور آنا۔ انتظار رہے گا تمہارا۔"

وہ اتنے فراٹے سے جھوٹ بول رہی تھیں کہ کسی کو بھی ان کے جھوٹ پر یقین آجاتا جبکہ عرشمان داؤد کا پورا چہرا ضبط سے سرخ انگارہ ہوگیا آنکھیں خون چھلکانے لگیں' ہاتھوں کی مٹھیاں شدید اشتعال سے بھینچ سی گئیں۔ وہ جو عانیہ کے رویے سے ابھی تک الجھا ہوا تھا سب سمجھ گیا۔ اس کا اعتماد' بھروسا' یقین بڑی بری طرح کرچی کرچی کیا گیا تھا۔ وہ لڑکی جس کا چہرا تو معصوم تھا مگر دماغ انتہائی شاطر' اور اس کی جھوٹی محبت کی خاطر کتنے دن وہ خود کے ساتھ ظلم کرتا رہا تھا لڑتا رہا تھا' اپنا قصور تلاشتا رہا تھا۔ جینا تک بھول گیا تھا۔ محبت نے اسے بڑی بے دردی سے رسوا کیا تھا' بہت کڑی سزا دی تھی۔ اس کا بھروسا اسی طرح توڑا تھا کہ اب ساری زندگی وہ کسی پر بھروسا نہ کرپاتا' فقط کچھ لمحے لگے تھے خود کو سمیٹنے میں' خود کو جوڑنے اور سنبھالنے میں' اس نے اپنی ذات کی بہت رسوائی دیکھ لی بہت عانیہ اور آنٹی سائرہ جیسے لوگوں کو تسکین فراہم کردی اب نہیں بالکل نہیں۔ ایک لمحہ لگا تھا بس اور پھر اس کا چہرہ ہر احساس ہر تاثر سے عاری ہوتا گیا۔ وہ آنٹی سائرہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرایا۔

آنٹی سائرہ نے بے حد حیرانی سے اس کی ناسمجھ میں آنے والی مسکراہٹ کو دیکھا۔

"عرشمان داؤد ناقابل تسخیر ہے آپ کی وہ زر خرید لونڈی' اس میں اتنی طاقت کہاں کہ وہ مجھے زیر کرسکے۔ محبت۔ ہاہاہا کیسی محبت اور کونسی محبت' اس کی اتنی اوقات ہے کہ وہ عرشمان داؤد کے دل کی ساتھ کھیل سکے۔" سائرہ بیگم کا چہرہ لمحوں میں متغیر ہوا تھا جبکہ وہ ان کا ساکت انداز دیکھتے مضبوط چال چلتا ان کے روبرو آکھڑا ہوا۔

"عرشمان کا مطلب تو آپ خوب جانتی ہوں گی عرش کا شہزادہ' اور شہزادوں کو بھلا باندیوں کی کیا کمی بس عانیہ سعید بھی ایک باندی ہی تھی جس کے ساتھ عرشمان داؤد نے کچھ دن گزارے' عیش کیا اور پھر چھوڑ دیا۔" سائرہ بیگم کا چہرا لمحوں میں شدید اشتعال کی گرفت میں آیا تھا۔ آنکھوں میں جلن ہونے لگی۔ وہ تو اس کی ہار کا مزا لینے آئی تھیں مگر اس وقت وہ استہزائیہ نظروں سے تکتا' زہر خند مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے ان کی شکست کا مزا لے رہا تھا۔ کسی زہریلی ناگن کی طرح ان کے اندر زہر پھیلا تھا۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنے لمبے اور تیز ناخنوں کے وار سے اس کی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں سے نوچ ڈالتیں جوان کو کسی صورت برداشت نہیں ہورہی تھی۔ عرشمان داؤد نے آج دوسری بار انہیں شدید تکلیف سے دوچار کیا تھا انہیں چوٹ لگائی تھی' مات دی تھی وہ برداشت کرتی بھی تو کس طرح تنفر بھری سرخ نظروں سے اسے گھورتے وہ ایک دم پلٹی تھیں جب اس کے پکارنے پر انہوں نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا۔

"یہ جو آپ میری حالت دیکھ رہی ہیں نا وہ سچ ہے مگر وہ عانیہ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ ایک جان سے عزیز دوست کی ڈیتھ کی وجہ سے ہے۔" وہ مزید وہاں رک کر اپنا تماشا نہیں بنوانا چاہتی تھیں سو ایک جھٹکے سے مڑیں اور تن فن کرتی کمرا چھوڑ گئیں' جبکہ ان کے جاتے ہی عرشمان داؤد وہیں گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔ اتنا بڑا دھوکا' محبت کا یہ فریب ناقابل برداشت

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

تھا اس کی آنکھوں میں نمی چھانے لگی۔ "عانیہ سعید میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔ کبھی نہیں۔" وہ بولا نہیں بلکہ غرایا تھا پھر وارڈ روب سے اپنے کپڑے نکالتے وہ واش روم میں گھس گیا۔

تازہ تازہ کلین شیو چہرے بیش قیمتی لباس اور خوشبوئیں بکھیرتے سراپے کے ساتھ وہ اس وقت خرم منصور کے سامنے کھڑا تھا جو اس کا پارٹنر ہونے کے ساتھ ساتھ دوست بھی تھا۔

"ارے تم آؤ نا' پچھلے کئی دنوں سے میں تم سے کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں مگر تم تو ایسے غائب تھے جیسے گدھے کے سر سے سینگ کہاں تھے اتنے دن؟" مسکراتے ہوئے اس نے پوچھا تھا مگر پھر اس کی سنجیدہ شکل دیکھتے اسے بھی سنجیدہ ہونا پڑا۔

"کیا ہوا' خیریت ہے نا؟"

"تمہاری شادی عانیہ سعید سے ہو رہی ہے؟"

"ہاں۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو؟" وہ ازحد حیران ہوا۔

"تم اس سے شادی نہیں کرو گے۔"

"مگر کیوں؟۔" وہ الجھا۔

"وہ اس لیے کہ ہم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور تم دوست کے لیے اتنا تو کر ہی سکتے ہو۔" خرم منصور لمحوں میں ساکت ہوا تھا۔

☆ ☆ ☆

"تم اتنی بے دردی سے کس طرح محبت کو ٹھکرا سکتی ہو۔"

"جب محبت مجھے اتنی بے دردی سے ٹھکرا سکتی ہے تو پھر میں کیوں نہیں۔"

"وہ تمہارا ایک طرفہ جذبہ تھا۔"

"مگر کی تو محبت ہی تھی نا' بہت ٹوٹ کر چاہا تھا میں نے کسی کو ریحان احمد' اپنے آپ کو بھلا کر اسے ازبر کیا تھا مگر بدلے میں مجھے کیا ملا کچھی دامنی' تنہائی' ناقدری۔" وہ چبا چبا کر بولی تھی آنکھوں کے گوشے بھیگنے میں فقط لمحہ لگا۔

"میں تمہارا درد سمجھ سکتا ہوں' اتنی ہی گہرائی سے جتنی گہرائی سے تم اسے محسوس کرتی ہو مگر کیا تم میرا درد سمجھ سکتی ہو۔ ٹھکرائے جانے کا درد تم نے ایک بار سہا اور آج تک اس کی لپیٹ میں ہو' کیا کبھی میرے درد کا اندازہ کیا ہے کہ ہر بار ٹھکرائے جانے کے باوجود یہ دل تمہاری راہوں میں رلنے کے لیے کیوں تیار ہو جاتا ہے۔ کس کو ٹھکرا دینا بہت آسان ہے مگر ٹھکرائے جانے کا درد سہنا بہت مشکل' اور مجھے دیکھو اشنا میں وہ بدنصیب انسان ہوں جو اس درد کو سہتے سہتے اس کا عادی بن گیا ہے۔ میں آج اقرار کرتا ہوں کہ میں ہار گیا ہوں' میری محبت ہار گئی ہے۔ تم جیت گئی ہو اشنا مظہر اور تمہاری بے رخی جیت گئی ہے۔" وہ گمبھیر بھاری ہوتی آواز میں کہتا ایک دم اٹھا اور اس سے پہلے کہ وہاں سے چلا جاتا اشنا نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا اور پھر میز پر پڑے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

"میں تمہارے درد کو سمجھ سکتی ہوں ریحان احمد' تمہارا درد مجھ سے بھی بڑا ہے اور تمہارا حوصلہ اور ظرف بھی مجھ سے بڑا ہے۔ محبت ہمیشہ جیتتی ہوئی ہے اور انسان ہارتے۔ میں تمہارے محبت کے آگے ہار گئی ہوں ریحان احمد مگر یہ بھی سچ ہے کہ تمہیں دینے کو میرے پاس کچھ نہیں ہے۔" وہ بہتی آنکھوں اور کپکپاتے ہونٹوں سے بولی تھی بلکہ ان لفظوں نے تو ریحان احمد کو نئی زندگی سونپ دی تھی وہ بے یقینی سے کتنی دیر اس کی طرف دیکھتا رہا پھر نم آنکھوں سے مسکرا دیا۔

"تھینک یو اشنا تھینک یو سو مچ' تم نہیں جانتیں آج تم نے مجھے کتنی بڑی خوشی دی ہے زندگی کے کسی بھی موڑ پر مجھ سے تمہیں کبھی کوئی گلہ نہیں رہے گا مگر مجھے اپنی محبت پر پورا یقین ہے وہ بہت جلد تمہارے دل سے ہر پرائی یاد مٹا دے گی۔" اس کا ہاتھ دباتے وہ ایک جذب سے بولا تھا جب کہ اشنا مظہر دھیرے سے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلا گئی۔ اس نے آج ایک محبت بھرے دل کو ٹوٹنے سے بچا لیا تھا کیونکہ وہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ریحان احمد کو بھی اپنی والی اسٹیج پر آتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی جس میں انسان اور بت میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔

☆ ☆ ☆

تیار ہونے کے بعد وہ جیسے ہی پارلر سے باہر نکلی سامنے ہی اس کی گاڑی کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی زینی اس کے ساتھ ہی تھی وہ دونوں ایک ساتھ ہی گاڑی میں بیٹھی تھیں۔ عانیہ کے بیٹھنے میں زینی نے مدد کی تھی۔ اسے تیار کرنے کے بعد بیوٹیشن نے اس کی بہت تعریف کی تھی۔ اسے غضب کا روپ آیا تھا مگر وہ اتنی افسردہ تھی کہ ایک نظر بھی خود پر نہ ڈال سکی۔ غم کی تفسیر بنی وہ سارا وقت اپنی بھیگی پلکیں ہی جھپکتی رہی تھی۔ دل اداس تھا' آنکھیں ضبط گریہ سے سرخ' چہرہ پژمردہ اور وجود مضمحل و بے حال اور ایسی سوگواریت میں بھی وہ نظر لگ جانے کی حد تک حسین و جمیل لگ رہی تھی۔ "عرشمان داؤد مجھے معاف کر دینا۔ میں کسی کے احسانوں کا بوجھ زیادہ دیر اپنے کندھوں پر برداشت نہ کر سکی۔ میں تھک گئی تھی۔" آنکھیں موندتے سر سیٹ کی بیک سے ٹکاتے وہ دل ہی دل میں دکھ سے نڈھال سی بڑبڑائی۔

"یہ' یہ تم کدھر جا رہے ہو؟" روٹ کی تبدیلی کا زینی کو ہی احساس ہوا تھا اس لیے ارد گرد دیکھتے اس نے ڈرائیور سے استفسار کیا جو اس کی بات پر غور کیے بغیر خاموشی سے ڈرائیونگ کرتا رہا۔

"نظیر یہ... یہ تم کہاں لے جا رہے ہو ہمیں؟" اپنی بات کا اس پر اثر نہ ہوتے دیکھ کر وہ ایک دم چیخ پڑی۔ جب عانیہ نے بھی آنکھیں کھولتے حیرت سے زینی کے پریشان چہرے اور پھر ڈرائیور کی پشت کو گھورا۔

"نظیر!" روٹ کی تبدیلی عانیہ کی نظروں میں بھی آچکی تھی۔ "زینی کیا پوچھ رہی ہے تم جواب دو؟"

"یہ شارٹ کٹ ہے میم' آپ کو آپ کی منزل پر جلدی پہنچانے کا حکم ہے مجھے۔"

"یہ کیسا شارٹ کٹ ہے؟" عانیہ تو راستوں سے اتنی واقف نہ تھی مگر زینی کو ڈرائیور کی بات پر یقین نہ آیا تھا اسے کسی گڑبڑ کا شدت سے احساس ہوا تھا اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور پوچھتی گاڑی ایک شاندار سے بنگلے میں داخل ہو گئی۔ اس انجان جگہ کو دیکھتے دونوں کی پریشانی قابل دید تھی۔ عانیہ اور زینی نے گھبراتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"یہ' یہ کہاں لے آئے ہو تم ہمیں؟" اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے عانیہ نے اس بار اپنے لہجے کو سخت کرتے پوچھا۔

"آپ کی منزل پر' وہ دیکھیے سامنے۔"

ڈرائیور کے کہنے پر دونوں کی نظریں بیک وقت سامنے کی طرف اٹھی تھیں اور پھر جیسے ساکت رہ گئیں۔ عرشمان داؤد اک شان تمکنت سے چلتا ان ہی کی طرف آرہا تھا۔ عانیہ کے ماتھے پر پسینے کے چھوٹے چھوٹے قطرے نمودار ہونے لگے اس نے تھوک نگلتے بے اختیار زینی کی طرف دیکھا جس کا اپنا رنگ بھی اڑا ہوا تھا۔

"ویل کم ٹو مائے سویٹ ہوم۔" ڈرائیور نے سرعت سے گاڑی سے باہر نکل کر پیچھے کا دروازہ کھولا تھا جب چہرے پر استہزائیہ مسکراہٹ سجائے وہ اپنے دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالے بولا۔

"اب آپ خود باہر نکلنے کی زحمت کریں گی کہ یہ کام بھی مجھے ہی کرنا پڑے گا۔" وہ اس کے لٹھے کی طرح سفید پڑتے چہرے کی طرف طنزیہ نظروں سے دیکھتے مبہم سے انداز میں بولا تھا جبکہ عانیہ ابھی تک بے یقین سی ادھ کھلے ہونٹ اور ازحد پریشان چہرے کے ساتھ صورت حال سمجھنے کی کوشش میں ہی لگی ہوئی تھی۔ اسے بالکل سمجھ نہیں آرہا تھا کہ عرشمان داؤد کا اسے یہاں لانے کا مقصد آخر کیا ہو سکتا تھا۔ اب جب کے اس کی شادی ہونے میں فقط کچھ ہی دیر رہ گئی تھی تو وہ اسے یہاں کیوں لے آیا تھا۔ کیا اس کا مقصد یہ شادی رکوانا تھا یا اس سے بدلہ لینے کا۔ اس کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔ "تو مائے ڈیئر نو مور ٹینشو' تمہارے یہ آنسو اب مجھ پر کوئی اثر نہیں کرنے والے اس لیے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

انہیں بہا کر ضائع مت کرو۔" وہ جھکا اور پھر اس کا کپکپاتا ٹھنڈا ہاتھ پکڑتے اسے باہر نکالنے لگا۔

"چھوڑو مجھے۔" عانیہ کے جیسے سارے حواس بے دار ہونے لگے۔ اس نے ہاتھ کو چھڑوانے کی کوشش کی اور پھر ناکام ہوتے بری طرح رو پڑی۔ عرشمان کی نظریں پہلی بار اس حسن و دلکشی کے مجسمے پر جم سی گئی تھیں۔ وہ اس وقت انتہا کی حسین لگ رہی تھی۔ عرشمان داؤد کا دل مچلنے لگا' نظر بہکنے لگی' مگر پھر دوسرے ہی لمحے بری طرح جھٹکتے اپنے دل کی ہر خواہش کو دل میں ہی دبا لیا' یہ ہی تو اس کے ہتھیار تھے جن کے ساتھ اس نے اس کے جذبوں پر وار کیا تھا۔ جو اتنا گہرا تو ضرور تھا کہ اسے اندر باہر سے لہولہان کر چکا تھا اور اب وہاں سوائے ٹیسوں کے اور کچھ نہ تھا دل اسے برباد کر چکا تھا اور اب وہ دل کی کسی صورت نہیں سننا چاہتا تھا' اس لیے اس کے رونے تڑپنے کی پروا کیے بغیر اسے کھینچتے ہوئے گاڑی سے باہر نکالا اور پھر گھسیٹتے ہوئے اندر لے گیا اور اندر کی صورت حال نے تو جیسے اس پر سکتہ طاری کر دیا وہ بھونچکا سی ہو گئی۔

"یہ' یہ آپ ٹھیک نہیں کر رہے عرشمان ہمم..... میں کسی اور کی امانت ہوں۔"

اس نے بڑی بے دردی سے اسے بیڈ پر دھکا دیا تھا وہ اوندھے منہ گری تھی۔ سارا غصہ ہی کسی اور کی امانت کہنے پر تھا۔

"آرام سے مولوی صاحب کو اپنی رضامندی دے دینا ورنہ....." وہ اس وقت خطرناک حد تک سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے پتھر سے لہجے کو سہنے کی عانیہ میں ذرا تاب نہ تھی۔ "نہیں ہرگز نہیں میں اس طرح ہرگز نہیں کروں گی۔" بیڈ سے اٹھتے وہ بہتی آنکھوں سے اس کھٹور کی طرف دیکھ کر چلائی۔ عرشمان داؤد کی نظروں کی کاٹ گہری سرخی میں بدلنے لگی۔

"او۔ کے ایز یو وش' مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے میں تو تمہاری وجہ سے ہی کہہ رہا تھا لیکن اگر تمہیں ہی میرے ساتھ شادی کے بغیر رہنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے تو پھر بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے مگر یہ تو طے ہے کہ اب تم یہاں سے کہیں اور کبھی نہیں جاؤ گی۔" سرد پتھریلا لہجہ' خون چھلکاتی آنکھیں اور دو ٹوک انداز عانیہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی دوڑنے لگی اسے ایک پل کے لیے بھی یقین نہ آیا کہ یہ وہی عرشمان داؤد ہے جو اس پر جان تک وینے کے لیے تیار تھا۔

"یہ..... آپ..... کیوں؟"

"میں نے جو کہا ہے وہ کر لو' بحث کر کے محض وقت ہی ضائع کرو گی۔ ہاں کرو گی تب بھی' اور ناں کرو گی تب بھی' رہنا تو تمہیں میرے ساتھ ہی ہے چوائس ایز یورز....." اور پھر وہ اس کی خود سری کے آگے ہار گئی۔ نکاح کے بغیر اس کے ساتھ رہنے والی ذلت وہ کسی صورت برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ عرشمان کا یہ روپ اس کی سوچ کے بالکل برعکس تھا۔ وہ ڈر گئی تھی بلکہ وہ اندر تک سہم گئی تھی۔ نکاح ہوتے ہی وہ دونوں ہاتھوں میں چہرا چھپا کے رو پڑی۔ زینی کہاں تھی وہ نہیں جانتی تھی وہ بس اتنا جانتی تھی کہ اس کمرے میں بند اسے کئی گھنٹے گزر گئے تھے۔

☼ ☼ ☼

سائرہ بیگم کے چہرے سے شدید گھبراہٹ جھلک رہی تھی۔ ادھر ادھر فون کرتے وہ اچھی خاصی پریشان اور گھبرائی ہوئی لگ رہی تھیں۔ اس اتنے مہنگے ہال میں وہ مہمانوں کے ساتھ بالکل تنہا تھیں نہ دولہا والے آئے تھے اور نہ ہی دلہن کا کچھ پتا تھا ان کی پریشانی اپنی جگہ درست تھی۔ ہال کا ٹائم بھی تیزی سے گزرتا جا رہا تھا اب تو مہمانوں میں بھی چہ مگوئیاں ہونے لگی تھیں۔ انہیں اپنی اتنے سالوں کی بنائی عزت خاک میں ملتی نظر آئی۔ انہیں علیحدہ روم میں لے جا کر ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی مظہر صاحب ان پر گرج برس کر گئے تھے۔ دونوں ہاتھوں میں سر تھامتے وہ وہیں بیٹھ گئیں جب ان کا سیل بجا۔ انہوں نے نمبر دیکھے بغیر ہی سرعت سے کال ریسو کی تھی۔

"اگر آپ دلہن کا ویٹ کر رہی ہیں تو یہ بے فائدہ ہی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہے کیونکہ وہ میری بیوی کی حیثیت سے اس وقت میرے بیڈ روم میں ہے اور اگر آپ دلہا کا انتظار کر رہی ہیں تو وہ بھی بے فائدہ ہی ہے کہ بارات اب کبھی نہیں آئے گی۔"

"واٹ! کیا بکواس کر رہے ہو تم؟" کئی لمحے تو سناٹوں کی زد میں رہ کچھ بول ہی نہ پائی تھیں مگر پھر دوسرے ہی لمحے وہ بولی نہیں بلکہ پھنکاری تھیں۔ عرشمان کی آواز کو وہ لمحوں میں پہچان گئی تھیں ان کے غصے اور اشتعال کے گراف کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر وہ مسکرا دیا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے بکواس کرنے کی' نہ تو آپ کا ڈرائیور ہی آپ کے پاس ہے اور نہ ہی زینی۔ وہ دونوں بھی باحفاظت میرے پاس ہی ہیں۔ آپ تو انہیں اب کبھی نوکری پر نہیں رکھیں گی تو ظاہر ہے ان کا خیال بھی تو مجھے ہی رکھنا پڑے گا نا اور رہا سوال دولہے کا تو یہاں آپ سے تھوڑی سی غلطی ہو گئی۔ کم از کم دولہے کی حیثیت سے آپ کو میرے فرینڈ کو تو کسی صورت چننا نہیں چاہیے تھا' اب وہ اپنے دوست کا دل تو نہیں توڑ سکتا تھا' جیسا میں نے اسے کہنا تھا اس نے ویسا ہی کرنا تھا نا۔"

"عرشمان۔۔۔" وہ حلق کے بل چیخی تھیں۔ آواز کی تیزی گلے کو چیرتی ہوئی گزری تھی۔ رہی سہی امید بھی اسی پل دم توڑ چکی تھی۔ باہر موجود مہمانوں کے سامنے کا ڈر انہیں اندر تک حواس باختہ کر چکا تھا۔

"آہستہ آنٹی جان آہستہ۔۔۔ میں بہرہ نہیں ہوں اور ویسے بھی آج تو میری سہاگ رات ہے' اس لیے آپ سے زیادہ بحث نہیں کر پاؤں گا۔ اس بحث کو ہم کسی اور وقت کے لیے اٹھا رکھتے ہیں' ابھی تو میری پیاری بیوی میرا ویٹ کر رہی ہو گی' سو گڈ بائے' اب باہر موجود مہمانوں سے آپ نے کیا کہنا ہے' یہ آپ جانیں اور آپ کا کام' میری طرف سے تو گڈ نائٹ۔"

"یو باسٹرڈ۔۔۔ ایڈیٹ' بھاڑ میں جاؤ تم اور تمہارے ساتھی۔" ادھر سے سیل آف ہونے کے باوجود بھی وہ [illegible] کوسنوں کی صورت دل کی بھڑاس نکالتی رہیں۔ شاید اسے ہی مکافات عمل کہتے ہیں۔ انہوں نے جو اس کے ساتھ کیا' سو کیا' مگر آج ان کے ساتھ وہ انتہائی برا کر چکا تھا' ان کی بازی ان ہی پر الٹ چکی تھی۔ آج کی رات کے بعد یقیناً" وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتیں۔ ان کا گھمنڈ' ان کا غرور لمحوں میں چکنا چور ہوا تھا۔ غانیہ' عرشمان اور خرم کو بددعائیں دیتے وہ وہیں گھٹنوں کے بل بیٹھتی چلی گئیں۔

☼ ☼ ☼

رو' رو کر اس نے اپنا برا حال کر لیا تھا۔ اسے ابھی تک یقین نہیں ہو رہا تھا جو عرشمان داؤد اس کے ساتھ کر چکا تھا۔ وہ اسے برا بھلا بھی نہیں کہہ سکتی تھی کہ دل کی سلطنت کا ابھی تک وہ تنہا مالک تھا۔ نہ جانے آنٹی پر کیا گزری ہو گی' وہ اس وقت کس حال میں ہوں گی۔ اسے نہ پا کر بارات یقیناً" واپس لوٹ چکی ہو گی' آنٹی کی کتنی انسلٹ ہو گی۔ عرشمان نے تو ان کی عزت کا بھی ذرا خیال نہ کیا۔

"اف میرے اللہ یہ سب کیا ہو گیا۔" وہ گھٹنوں میں سر دیے ایک بار پھر سے رو پڑی۔ اسی وقت دروازہ کھولتے عرشمان داؤد اندر داخل ہوا۔ غانیہ نے گردن اٹھاتے اسے خائف نظروں سے دیکھا جو اس کی طرف ذرا بھی متوجہ نہ تھا۔ اس نے کوٹ اور ٹائی کو بڑی بے دردی سے صوفے پر اچھالا تھا اور پھر کف لنکس اوپر کرتا از حد سنجیدہ سا اس کے روبرو آ کر بیٹھ گیا' پھر کتنی دیر وہ اس کے روئے روئے سرخ چہرے کو پرسوچ نظروں سے گھورتا رہا۔ سامنے بیٹھی اس لڑکی میں کبھی اس کی جان بستی تھی۔ وہ اسے اپنانے کے خواب دیکھا کرتا تھا' مگر آج جب وہ اس کی ہو گئی تھی تو اس کے سرد تاثرات میں جذبوں نے ذرا ہلچل نہ مچائی تھی۔ ایسے لگتا تھا جیسے سب احساسات پر برف سی جم گئی ہو' نہ دھڑکنوں نے اودھم مچایا' نہ دل نے کسی قسم کی خوشی کا اظہار کیا۔ اس وقت اس کے دل میں جتنی آگ لگی تھی وہ ساری آگ اس پر انڈیل دینا چاہتا تھا اور اس نے ایسا ہی کیا تھا' اب کب اسے کسی کی پروا رہی تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"عرشمان کا مطلب تو تم جانتی ہی ہوگی' میں نے خود ہی تو بتایا تھا تمہیں۔" یکلخت ہی اس کی آنکھیں کسی پرانی یاد کے زیر اثر سرخ ہوئی تھیں۔ اس نے بڑی تیزی سے اپنے دماغ کو جھٹکا تھا۔ وہ اب کبھی بھی پرانی یادوں کو یاد نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"عرش کا شہزادہ اور شہزادوں کو تو باندیاں رکھنے کی عادت ہوتی ہی ہے۔ تم بھی اس گھر میں ایک باندی کی ہی حیثیت سے رہو گی۔ تم سے نکاح کرنا میری خواہش نہیں' بلکہ ضرورت تھی۔ تمہیں ہمیشہ کے لیے اپنی تحویل میں رکھنے کے لیے یہ ضروری تھا' ورنہ تمہاری وہ خالہ کہاں ٹک کر بیٹھنے والی تھیں۔" اس کا لب و لہجہ انتہائی تھرڈ کلاس یہاں تک کے دیکھنے کا انداز بھی تبدیل ہو چکا تھا۔ عانیہ کا پورا وجود سن ہونے لگا۔ وہ تو اس بالکل اجنبی اور بدلے ہوئے عرشمان داؤد کو دیکھ کر حیرت و دکھ سے مجسمہ سی بن گئی۔ آنکھوں سے دیکھ لینے کے باوجود بھی اسے لگا جیسے سامنے بیٹھا شخص عرشمان نہیں بلکہ اس کا بہروپ ہو جس کا چہرے کے سوا اور کچھ بھی عرشمان سے نہ ملتا ہو۔ نہ اخلاق' نہ دیکھنے کا انداز اور نہ آواز کی حلاوت' وہ اس ایک ہی وقت میں بہت سی کیفیات کا شکار ہوئی تھی۔ بے یقینی' حیرت' صدمہ' دکھ' تاسف' خوف و ہراس ان تمام چیزوں نے مل کر اسے مختل الحواس سا کر دیا' جب وہ اس کی طرف جھکا اور پھر بڑی بے دردی سے اس کا چہرا پکڑتے غرایا۔

"کسی امیر و کبیر شخص سے شادی کی ہی خواہش تھی نا تمہاری' لو آج پوری ہو گئی۔ چہ چہ چہ۔" پھر افسوس سے سر نفی میں ہلاتے اس نے ایک جھٹکے سے اس کا چہرا چھوڑا۔

"مگر افسوس اس کے پاس تم پر ڈالنے کے لیے محبت کی ایک نگاہ بھی نہیں ہے۔"

"تم۔۔۔" پھر وہ ایک دم طیش میں آ کے بولا۔

"تم ہر رات میری سیج سجاؤ گی' مگر محبوبہ یا بیوی بن کر نہیں بلکہ باندی بن کے۔۔۔ سنا تم نے۔" اپنی لہو ہوتی' تنفر بھری نظریں اس کے زرد پڑتے چہرے پر گاڑھتے وہ بلند آواز میں چیخا' کتنی نفرت و حقارت تھی' اس وقت اس کی آنکھوں اور چہرے پر' عانیہ کا پورا جسم ٹھنڈا پڑنے لگا۔ تذلیل کے احساس سے وہ کانوں کی لوؤں تک سرخ ہو گئی۔ اس نے دھندلائی آنکھوں سے صدمے سے چور ہوتے اس کی طرف دیکھا۔ کانوں کو کسی صورت یقین نہ آیا کہ وہ اتنی گری ہوئی بات بھی کر سکتا ہے۔ اگر وہ اس کے انکار سے ہرٹ ہو کر یہ سب کر رہا تھا تو یہ سب بہت زیادہ تھا۔ عانیہ کی توقع سے تو اور بھی زیادہ۔ اسے اس کی شعلے برساتی' سلگتی آنکھوں اور نفرت و اشتعال لیے سرخ پتھریلے' سرد چہرے سے ایک دم خوف محسوس ہوا۔ وہ سراسیمہ سی بے ساختہ پیچھے کی طرف سرکی۔ عرشمان داؤد تمسخرانہ انداز میں مسکرایا اور پھر اس کے لہنگے پر اپنا ہاتھ جماتے اس کی کوشش کو ناکام کر دیا۔ عانیہ کسی ہرنی کی طرح سہم گئی۔

"عرشمان۔۔۔ پلیز چھوڑیں مجھے' آپ ہوش میں نہیں ہیں۔" وہ رو پڑی تھی۔

"اب ہی تو ہوش میں آیا ہوں' سویٹ ہارٹ۔" بہت عجیب سے انداز میں وہ ہنسا تھا۔ جب بے بسی لاچاری کی نہ جانے کون سی حد کو چھوتے وہ سسک سسک کر رو دی تھی اور اس کا یوں ہچکیوں سے تڑپ تڑپ کر رونا کچھ لمحوں کے لیے سہی' مگر پرانے عرشمان کو جگا گیا تھا۔ اسے تکلیف ہوئی تھی' آنکھوں کی سرخی بڑھنے لگی' مگر پھر اگلے ہی لمحے وہ اپنا ہر جذبہ' ہر احساس اپنے اندر ہی دبا گیا' جو کسی کے سچے جذبوں کی ناقدری کرے' کسی کے خلوص سے کھیلے۔ کسی کو محبت میں دھوکا دے اس کے ساتھ ایسا سلوک کرنا عرشمان کی ڈکشنری میں بالکل جائز اور درست تھا۔ وہ اسے معاف کر دیتا' بخش دیتا' اگر ایک پل کے لیے سہی' مگر اس نے اسے چاہا ہوتا' اس کی تمنا کی ہوتی' مگر اب وہ کسی صورت رعایت دینے کے حق میں نہ تھا۔ اسی لیے اگر یہ رات ایک وجود نے روتے' تڑپتے بلکتے گزاری تو دوسرے وجود نے حاکمیت کے نشے میں چور کسی بے بس انسان کی بے بسی کو اپنے قدموں تلے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

روندتے ہوئے گزاری۔

☆ ☆ ☆

اگلی صبح عانیہ سعید کے لیے بالکل مختلف تھی۔ اس کے اندر کی لڑکی ہمیشہ کے لیے خاموش ہو چکی تھی۔ رات عرشمان کے سلوک نے اسے اچھی طرح باور کروادیا تھا کہ اس کی نظر میں اس کی اوقات صرف ایک زر خرید باندی کے جیسی ہے۔ وہ ہار گئی تھی۔ وہ ٹوٹ چکی تھی۔ بڑی بے رحمی سے اس کے بھروسے کو توڑا گیا تھا اور ستم ظریفی یہ تھی کہ توڑنے والا کوئی غیر نہیں اس کے دل کا مکیں اس کا شوہر تھا۔

وہ صوفے پر بیٹھی تھی رو رو کر اس کی آنکھیں سوج چکی تھیں۔ عرشمان داؤد قد آدم آئینے کے سامنے کھڑا بالوں کو برش کر رہا تھا۔ عانیہ کی تھکی تھکی نظریں کتنی دیر سے یک ٹک اسی کو ہی دیکھے جارہی تھیں مگر اس بے نیاز شخص نے پلٹ کر ایک بار بھی اس کی طرف نہ دیکھا تھا۔ اسے ذرا احساس نہ تھا کہ رات اس نے اس معصوم سی لڑکی کے خوابوں کو کس طرح ریزہ ریزہ کیا تھا۔ برش کرنے کے بعد اس نے خود پر پرفیوم اسپرے کیا اور پھر اک نگاہ غلط بھی اس پر ڈالے بغیر مضبوط چال چلتا کمرا چھوڑ گیا۔ عانیہ نے سر صوفے کی پشت سے ٹکاتے آنکھیں موندلیں' اتنی بے حسی' لاتعلقی' بیگانہ پن' اس کی بند آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے اور پھر وہ ایک ہفتے بعد دوبارہ لوٹا تھا۔ یہ پورا ایک ہفتہ اس نے ڈر' ڈر کر گزرا تھا۔ سوائے چوکیدار کے اور کوئی نہ تھا۔

وہ دوپہر میں آیا تھا اور پھر شام ہوتے ہی جس خاموشی سے آیا اسی خاموشی سے لوٹ بھی گیا۔ نہ اس نے اس کا حال پوچھا اور نہ اس نے بتایا' نہ کوئی اور کسی بھی قسم کی بات ہوئی۔ وہ صرف اس کی باندی تھی اور باندیوں کے دل پر کیا گزرتی ہے۔ حاکموں کو اس کی پروا نہیں ہوتی۔ اس کے جاتے ہی وہ تکیے میں سر دیے رو دی تھی۔ عرشمان داؤد کا رویہ اس کی جان نکالنے کے لیے کافی تھا۔ اس کی لاپرواہی' بیگانگی' لاتعلقی حقیقتاً اسے اندر سے ختم کر رہے تھے۔ مگر یہ بھی سچ تھا کہ لاکھ چاہنے کے باوجود وہ اس سے نفرت نہیں کر پا رہی تھی۔ دل ابھی بھی اسی کھٹور کے نام پر دھڑکتا تھا اور پھر پندرہ دن گزر گئے' مگر۔۔۔ اس نے دوبارہ پلٹ کر اس ٹوٹی بکھری لڑکی کی طرف نہ دیکھا۔ اس کی نمازوں میں سجدے طویل ہو گئے۔ وہ اپنا ہر دکھ اپنی ہر اذیت اپنے اللہ سے کہنے لگی۔ نماز تو وہ پہلے بھی نہیں چھوڑتی' مگر ان دنوں وہ اللہ کے اور قریب ہو گئی تھی۔ اسے اب ہی احساس ہوا کہ اللہ سب سے اچھا سامع ہے۔ وہ اس کے سامنے روتی' تڑپتی بلکتی اپنے اندر کی ساری گھٹن' سارے غم آنسوؤں کے ذریعے بہا دیتی اور پھر جیسے اسے سکون ملنے لگتا' دل ٹھہرنے لگتا۔

وہ نماز پڑھ کر ابھی اٹھی ہی تھی جب اسے زور کا چکر آیا گرنے سے بچنے کے لیے اس نے ادھر ادھر ہاتھ مارتے کسی چیز کا سہارا لینا چاہا' مگر پھر دوسرے ہی لمحے لہراتی ہوئی نیچے آگری۔ قریب پڑی چھوٹی ٹیبل سے اس کا سر بری طرح ٹکرایا اور پھر خون کا فوارہ سا چھوٹ گیا۔ اللہ جی۔۔۔ اس کی حلق سے بے اختیار چیخ نکلی تھی۔ نڈھال سے انداز میں وہ اپنے ماتھے پر اپنا ہاتھ جما گئی۔ رات کے اس پہر چوکیدار کے علاوہ اس اتنے بڑے گھر میں اور کوئی نہ تھا۔ آخر وہ بلاتی بھی تو کس کو بلاتی۔ اس نے اٹھنے کی کمزور سی کوشش کی' مگر پھر جیسے اس کی آنکھوں کے سامنے ایک دم اندھیرا سا چھا گیا۔ وہ یہاں تڑپ تڑپ کر مر بھی جائے تو کسی کو کچھ خبر نہ ہوگی۔ ایسی بے بسی اور لاچاری پر اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اس نے دل کی شدت سے اپنے رب کو پکارا تھا۔ اب تو تکلیف برداشت سے باہر ہوتی جارہی تھی۔ اسی وقت گاڑی کا ہارن بجا اور چوکیدار نے گیٹ کھولا۔ عرشمان داؤد نے جس وقت کمرے میں قدم رکھا۔ وہ درد کی شدت برداشت نہ کرتے ہوئے بے ہوش ہو چکی تھی۔

عانیہ۔۔۔ وہ تقریباً دوڑتا ہوا۔ اس کے قریب آیا تھا جو دونوں ہاتھ ماتھے پر رکھے دنیا مافیہا سے بے خبر زمین پر بے ہوش پڑی تھی۔ اسے بانہوں میں بھرتے وہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

اپنے منتشر حواسوں کے ساتھ تیزی سے باہر بھاگا تھا۔
گرنے سے چوٹ تو گہری آئی ہے' مگر بروقت لانے کی وجہ سے زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ پیشنٹ ہے تو خطرے سے باہر' مگر خون کی بہت کمی ہے۔ ایک تو ان کی حالت ایسی ہے اور اوپر سے خون بھی ضائع ہو گیا۔ وہ جو اپنے اعصاب کو ڈھیلا چھوڑتے ریلیکس ہونے لگا تھا۔ لیڈی ڈاکٹر کی اگلی بات پر بری طرح چونکا' کیسی حالت... اس کی لاعلمی پر لیڈی ڈاکٹر پیشہ ورانہ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجاتے بولی۔
"آپ کی وائف ماں بننے والی ہیں' چونکہ ابھی بہت کم عرصہ گزرا ہے تو مجھے لگتا ہے کہ وہ خود بھی انجان ہی ہوں گی۔"
"کیا..." اسے حیرت کا شدید ترین جھٹکا لگا تھا۔ منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ جی... یہ میں کچھ میڈیسن لکھ کے دے رہی ہوں' برابر دیتے رہیے گا اور منتھلی چیک اپ تو لازمی ہے' چونکہ یہ کافی ویک ہیں اور اوپر سے خون کی بھی کافی کمی ہے' تو ان کی ڈائیٹ کا خاص خیال رکھیے گا۔ میں آپ کو ڈائیٹ چارٹ دے دیتی ہوں' اسی کے مطابق ہی خوراک دیجیے گا۔" وہ ہدایات دینے کے ساتھ ساتھ کاغذ پر میڈیسن بھی لکھ رہی تھی' جبکہ وہ بے یقین اور حیران سا کچھ بھی نہ کہہ سکا۔ اسے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کس طرح کا ری ایکٹ کرے' اگر سب کچھ نارمل حالات میں ہوا ہوتا اور عانیہ سعید ایک دھوکے باز لڑکی نہ ہوتی تو اس وقت وہ پھولے نا سما رہا ہوتا' مگر اب... اس کے اندر گہرا سکوت سا چھا گیا۔ وہ عانیہ سعید کے وجود سے تو کبھی بھی کسی بھی قسم کی خوشی نہ لینا چاہتا تھا' کبھی بھی نہیں۔
واپسی پر وہ انتہائی حد تک سنجیدہ تھا اور عانیہ خاموش' اس کے سپاٹ تاثرات عانیہ کے اندر عجیب سی دکھن پیدا کر رہے تھے... یعنی اتنی بڑی خوشی بھی اس پر مثبت اثرات نہ ڈال رہی تھی۔
"میں یہ بچہ نہیں چاہتا۔" گھر آکر اس نے دھماکا کیا تھا۔ عانیہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ کر رہ گئی۔
"یہ... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" اسے اپنی آواز گہری کھائی سے آتی ہوئی لگی تھی۔ اسے اپنی سماعتوں پر شبہ گزرا۔ آخر وہ کس طرح اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے کہہ سکتا تھا۔ اسے اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی ہوئی لگی۔ وہ بے اختیار ہی بیڈ پر آکر بیٹھ گئی۔
"ٹھیک کہہ رہا ہوں میں۔ تم جیسی دھوکے باز لالچی مکار عورت میری اولاد کو جنم دے' میں یہ کسی صورت برداشت نہیں کروں گا۔" غصے کی شدت سے اس کی آواز قدرے بلند ہو گئی' جبکہ اتنے شدید اور سنگین القابات پر عانیہ ہکا بکا رہ گئی۔
"کیسا دھوکا... کون سا فریب' مم... میں نے آپ کو کوئی دھوکا نہیں دیا۔ عرشمان اور بھلا میں آپ کو کیوں دھوکا دوں گی۔ میں مجبور ہو گئی تھی۔ میں مانتی ہوں کہ میں نے آپ کو ہرٹ کیا' مگر میں بے وفا نہیں ہوں۔ یہ سب میں نے آنٹی کی محبت میں ان کی عزت کی خاطر کیا۔ میں نے اپنی محبت کو ہمیشہ کے لیے اپنے دل میں دفن کر دیا' کیونکہ میں آنٹی کے احسانوں کا بوجھ اتارنا چاہتی تھی۔"
اب وہ کسی حال میں بھی اس پر یقین نہیں کرنا چاہتا تھا۔ "میرا بھروسا اٹھ چکا ہے تم پر سے' تم کچھ بھی کر لو' یہ بھروسا تمہاری ذات پر دوبارہ بحال نہیں ہو سکتا۔ تمہاری کوئی اوقات' کوئی حیثیت نہیں ہے میری نظر میں' تم صرف ایک باندی ہو اور باندیوں سے وارث پیدا نہیں جاتے۔ یہ بچہ تو اس دنیا میں کبھی نہیں آئے گا۔"
"اگر آپ مجھے باندی سمجھتے ہیں تو ہاں ہوں میں باندی۔" وہ بھی جیسے پھٹ پڑی۔ بات اس کی اولاد تک آچکی تھی۔ پھر وہ کس طرح برداشت کرتی۔ صبر کرتی بھی تو کیسے۔
"آپ نے میرے ساتھ جس طرح کا جابلانہ سلوک کیا۔ میں کوئی حرف شکایت زبان پر نہ لائی' مگر آج معاملہ میری اولاد کا ہے اور کوئی ماں اپنی اولاد پر اتنا بڑا ظلم ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔ ابھی تو وہ دنیا میں بھی نہیں آئی اور آپ اسے ختم کرنے کی بات کر رہے ہیں۔"

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

اس کی آواز رندھ سی گئی' مگر وہ چپ نہ ہوئی۔
"میں نے آپ کے ساتھ جو کیا وہ آپ کو حرف بہ حرف یاد ہے' مگر جو آپ نے میرے ساتھ کیا' کیا وہ ٹھیک تھا؟ ٹھیک شادی کے وقت آپ مجھے زبردستی یہاں لے آئے اور زبردستی ہی مجھے اپنے نکاح میں لیا۔ میرے بارے میں نہ سوچتے' مگر اپنی سگی چاچی کے بارے میں ہی سوچ لیتے' کتنی ذلت اٹھانی پڑی ہوگی انہیں' مگر آپ۔۔۔"
"شٹ اپ۔۔۔ آئی سے شٹ یور ماؤتھ۔۔۔" وہ بولتے بولتے ہانپنے لگی تھی۔ جب وہ غصے سے دہاڑا۔ اشتعال کے شدید احساس سے اس کے ماتھے کی رگیں تک ابھر آئیں۔ سارا غصہ سگی چاچی کہنے پر تھا۔ کیسی دیدہ دلیری تھی۔ وہ اب بھی ان ہی کی وکالت میں بول رہی تھی۔
"شکر کرو کہ میں نے اتنے میں چھوڑ دیا تم دونوں کو' ورنہ عرشمان داؤد کو دھوکا دینے والوں کا انجام اس سے بھی بدتر ہوتا۔ نفرت ہے مجھے تم سے اور تمہاری اس آنٹی سے۔" وہ حلق کے بل چیخا تھا۔ آواز اتنی بلند تھی کہ گلے میں خراشیں پڑ گئیں۔ اس کے غصے کی شدت سے سرخ انگارہ ہوتے چہرے کو عانیہ نے دہل کر دیکھا۔ اتنے غصے میں تو وہ تب بھی نہیں آیا تھا' جب عانیہ نے اس سے سب تعلق توڑ دیے تھے۔ جب اس نے اسے چھوڑ دیا تھا۔ اس کی شعلے برساتی آنکھیں' آگ اگلتی زبان' ضبط گریہ سے آتش فشاں بنا لہجہ اور سب تہس نہس کر دینے والا انداز۔۔۔ عانیہ بے اختیار سہم کر دو قدم پیچھے سرکی۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ عانیہ سمیت ساری دنیا کو آگ لگا دینا چاہتا تھا اسے لگا اگر اب اس نے مزید ایک لفظ بھی کہا تو وہ اس کا گلا دبا دے گا۔ سراسیمہ آنکھوں میں خوف کی پرچھائیاں بہت واضح نظر آرہی تھیں' جبکہ عرشمان داؤد غصے بھری کاٹ دار گہری نظر ڈال کر قریب پڑی میز کو زوردار ٹھوکر رسید کرتے باہر نکل گیا۔ وہ وہیں بیٹھ کر رونے لگی۔ اس واقعہ کے بعد دو ہفتے گزرنے کے باوجود بھی وہ نہ آیا تھا۔ ہاں اتنا ہوا کہ ایک کل وقتی ملازمہ کا بندوبست ہو چکا تھا اور وہ ملازمہ کوئی اور نہیں' بلکہ زینی تھی۔ وہ کتنی دیر اس کے گلے لگ کے روتی رہی اور زینی بھی روتے ہوئے اس کے نڈھال وجود کو سنبھالتی رہی۔
"وہ اتنا کٹھور تو کبھی نہیں تھا زینی' اتنا ظالم' اتنا سنگ دل میں' میں اس کا ہر ظلم سہہ جاتی' کبھی اف تک نہ کرتی' جانتی ہوں کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ وہ سخت بدگمان ہے مجھ سے' ہونا بھی چاہیے کہ میں نے اس کا محبت بھرا دل توڑا ہے۔ انہیں تکلیف پہنچائی ہے' مگر اس میں اس بچے کا کیا قصور ہے۔ وہ کیوں اپنی ہی اولاد کو دنیا میں آنے سے پہلے ختم کر دینا چاہتا ہے۔" آج کتنے دنوں بعد وہ آیا تھا' مگر پھر عانیہ کی بھیگی آواز سنتے وہیں دروازے پر ہی رک گیا۔ آنکھوں کے گوشے سرخی کی لپیٹ میں آنے لگے۔ کیا واقعی اسے اپنی غلطی کا احساس ہے۔ اپنے کیے پر پشیمانی ہے اور کیا وہ اتنے بڑے دل کا مالک ہے کہ سب بھول کر اس کی خطائیں معاف کر سکے' مگر پھر عانیہ کے اگلے جملے نے تو جیسے اسے ششدر سا کر دیا۔
"تم جانتی ہو وہ میری زندگی میں آنے والا پہلا مرد ہے۔ دل کی گہرائیوں سے ٹوٹ کر چاہا ہے میں نے اسے' اس کے اتنے ظلموں کے باوجود بھی یہ دل اس سے نفرت نہیں کر پا رہا' میری بے بسی دیکھو زینی وہ جب سامنے آتا ہے تو میں سب بھول جاتی ہوں' کچھ یاد نہیں رہتا۔ اس اتنی بڑی دنیا میں میرا اس کے سوا اور کون رہا ہے۔ آنٹی سائرہ کے ساتھ انجانے میں ہی سہی' مگر میں بہت برا کر چکی ہوں۔ وہ تو اب میری شکل تک دیکھنا نہیں چاہیں گی۔ میری وجہ سے بہت رسوا ہوئی ہوں گی وہ۔ بیٹیوں کی طرح چاہا تھا انہوں نے مجھے۔ تب میرا ساتھ دیا جب سب اپنوں نے بھی منہ پھیر لیا تھا۔ ان کی عزت کی لاج رکھنے کے لیے میں نے نا چاہتے ہوئے بھی اتنا بڑا قدم اٹھایا اور اب میں ہی ان کی رسوائی کا سبب بن گئی ہوں۔ وہ کبھی مجھے معاف نہیں کریں گی' کبھی بھی نہیں۔" وہ رو دی تھی۔ عرشمان داؤد کے ماتھے پر پر سوچ لکیریں ابھرنے لگیں۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

دماغ الجھنے لگا۔ آخر وہ کیا کہنا چاہ رہی تھی۔ اس کے پرورد الفاظ' لہجے کا سوز تو کوئی اور ہی کہانی سنا رہے تھے۔ وہ جس خاموشی سے آیا تھا اسی خاموشی سے واپس پلٹ گیا۔

☆ ☆ ☆

"یہ... یہ کیا' کیا مما آپ نے؟" ان کے منہ سے پوری بات سن کر اشنا نے حیرت سے پوچھا اسے کسی صورت یقین نہ آرہا تھا کہ اس کی مما عرشمان اور عانیہ کے ساتھ اس طرح بھی کر سکتی ہے۔ وہ بے یقینی سے ان کی طرف دیکھنے لگی جو کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہل رہی تھیں۔ چہرے پر غصے کی سرخی تھی۔

"ٹھیک کیا تھا میں نے کچھ غلط نہیں۔ مگر افسوس جس طرح چاہا تھا ویسا نہیں ہوا۔"

"مما اس میں عرشمان کا کیا قصور' میرا جذبہ یک طرفہ تھا۔ مجھے اس سے محبت ہوئی تھی' اسے مجھ سے نہیں' جب مجھے اس سے کوئی شکایت نہیں تو پھر آپ نے اتنا بڑا قدم کس طرح اٹھالیا' بلکہ آپ اتنی انتہا تک بھی جاسکتی ہیں میں کبھی سوچ نہیں سکتی تھی اور اس بے چاری عانیہ کا کیا قصور تھا جسے آپ نے اتنی بڑی سزا دی۔ وہ بے سہارا یتیم لڑکی جو آپ کے آسرے پر تھی' کتنا برا کر چکی ہیں آپ اس کے ساتھ۔ کیا کل کو آپ سے پوچھ نہ ہوگی' اس کے بارے میں۔" اشنا نے انہیں آئینہ دکھانا چاہا۔ جب انہوں نے اسے گھور کر دیکھا۔

"یہ سب میں نے تمہاری خاطر' تمہاری وجہ سے کیا۔"

"مگر افسوس کے آپ نے غلط کیا۔" وہ تاسف سے بولی۔

"مجھ سے تمہاری خاموشی' تمہارا دکھ دیکھا نہیں جاتا تھا۔"

"مگر اس کا یہ مطلب تو ہرگز نہ تھا کہ آپ انتقام پر اتر آتیں۔ عرشمان نے مجھے کوئی دھوکا نہیں دیا' وہ تو اتنا نائس انسان ہے کہ سب جاننے کے باوجود بہت نرمی اور سلجھے ہوئے انداز میں مجھے سمجھانے کی کوشش کرتا رہا۔ مگر مجھے ہی کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا' اس کی محبت میں اندھی ہو چکی تھی۔ دیوانی بن چکی تھی' مگر اس سب کے باوجود میں نے کبھی اس سے انتقام لینے کے بارے میں نہ سوچا۔ میں خاموش ہو گئی اور پھر مجھے صبر آتا گیا اور میرے اسی صبر کی وجہ سے اللہ پاک نے ریحان احمد کو انعام کے طور پر میری قسمت میں لکھ دیا۔ ریحان احمد کی محبت کو جیسے جیسے میں جانتی گئی مجھے خود پر ناز ہونے لگا' کوئی اتنی شدت سے بھی کسی کو چاہ سکتا ہے اور چاہے جانے کا احساس کتنا دلفریب ہوتا ہے یہ میں نے اب محسوس کیا ہے۔ میں اپنے ماضی کو بھول چکی ہوں۔ مجھے بس ریحان احمد یاد ہے۔ میں بہت جلد آپ سے اور پاپا سے اس کے حوالے سے بات کرنے والی تھی۔

مما تقدیر سے کبھی لڑا نہیں جاسکتا' کیونکہ تقدیر سے لڑنے کا مطلب اللہ سے لڑنے کا ہے۔ وہی تو تقدیریں بناتا ہے۔ میری تقدیر میں ریحان احمد ہی تھا اور جسے میں قبول کر چکی ہوں۔ عرشمان کی تقدیر میں عانیہ ہی تھی جسے آپ نے لاکھ اس سے جدا کرنا چاہا' مگر کر نہ پائیں۔ ہوا وہی نا جو اللہ چاہتا تھا' اگر آپ بہت سے لوگوں کے سامنے رسوا ہو چکی ہیں تو اس میں کسی اور کا کوئی قصور نہیں' غلطی آپ کی ہے۔ انتقام کی آگ میں جتنا جلیں گی وہ آپ کو اتنا ہی اندھا کرتی جائے گی۔ پلیز پلٹ آئیے واپس۔ اپنے لیے نہ سہی' میرے لیے پاپا کے لیے۔" اشنا نے روتے ہوئے ان کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔ "ہر بچہ اپنی مما کو بہت اچھا دیکھنا چاہتا ہے۔ میں بھی چاہتی ہوں۔ مجھے کسی کی بددعاؤں سے بہت ڈر لگتا ہے مما بہت مشکل سے خوشیاں تلاش کر پائی ہوں' یہ نہ ہو کہ ان خوشیوں کو کسی یتیم کی آہ لگ جائے۔ پلیز مما لوٹ آئیے ان اندھیروں سے۔ میری خاطر ہی آپ نے یہ سب کیا ہے نا تو اب میری خاطر ہی اسے ہمیشہ کے لیے ختم کر دیجیے آپ کو میری محبت کا واسطہ ہے۔"

"اشنا۔" ان کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔ پھر اشنا کو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گلے لگاتے وہ رو پڑی تھیں۔ جبکہ اشنا' آہستہ آہستہ ان کی کمر سہلانے لگی۔

☆ ☆ ☆

وہ کچھ ضروری سامان لینے مارکیٹ آیا تھا' جب اس کی ملاقات اشنا سے ہوئی۔ وہ اسے یک سر نظرانداز کرتے سنجیدہ سا قریب سے گزر جانا چاہتا تھا۔ مگر اس کے پکارنے پر مجبوراً اسے رکنا پڑا۔

"کیا بات ہے عرشمان قریب سے یوں گزر رہے تھے۔ جیسے جانتے ہی نہ ہو۔" اپنا یوں سرراہ نظرانداز کیا جانا اشنا کو عجیب سی تکلیف میں مبتلا کر گیا' جب وہ ازحد سنجیدہ سا گویا ہوا۔

"تم اچھی طرح جانتی ہو کہ مجھے دھوکے باز لوگوں سے کتنی نفرت ہے اور تم بھی ان میں سے ہی ایک ہو۔" اس کے لہجے کی تلخی کو پیتے اشنا کے دل میں چبھن سی اتری تھی۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں بات کرنے کی ضرورت ہے۔"

"اور میرا خیال ہے کہ ہمیں کبھی بھی بات کرنے کی ضرورت نہیں۔" وہ سرد انداز میں کہہ کر آگے بڑھ گیا' جبکہ وہ تقریباً" دوڑتے ہوئے اس کے قریب پہنچی۔

"پلیز عرشمان' میری بات تو سنیں' جیسا آپ سوچ رہے ہیں ویسا کچھ بھی نہیں' آپ کو شدید قسم کی غلط فہمی ہوئی ہے' جو کچھ مما نے آپ کے ساتھ کیا اس میں شامل ہونا تو دور کی بات مجھے تو علم ہی کچھ دن پہلے ہوا ہے' پلیز بلیو می۔۔۔" اس کے چہرے پر نہ جانے ایسا کیا تھا کہ وہ رک گیا۔

"سامنے ہی کیفے ٹیریا ہے' بس کچھ دیر بیٹھ کر میری بات سن لیں۔۔۔ پلیز۔۔۔" اس کی ملتجی صورت دیکھتے وہ خاموشی سے اس کے تعاقب میں چل پڑا۔

"مما نے جو کچھ آپ کے ساتھ کیا وہ نہایت غلط تھا' مگر میرا یقین کریں عانیہ کی طرح میں بھی بالکل لاعلم تھی۔"

"کیا مطلب عانیہ۔۔۔" وہ جو بے توجہی سے اس کی بات سن رہا تھا عانیہ کے ذکر پر بے ساختہ ٹھٹکا۔

"عانیہ کے والدین کی ڈیتھ کے بعد مما' عانیہ کو اپنے ساتھ لے آئیں۔ میرے لیے یہ قابل تعجب بات نہ تھی' حیرت تو مجھے عانیہ کو اس قدر پروٹوکول دینے پر ہوئی تھی' مگر میں نے اس کا کوئی خاص نوٹس نہ لیا' مگر کچھ دن پہلے جب مما نے مجھے اپنے منہ سے بتایا کہ وہ سب ایک پلان تھا۔ ایسی چال جس میں تم سب کو ٹریپ کرنے کے لیے عانیہ سعید ان کا سب سے خاص مہرہ تھی۔" اور پھر کس طرح انہوں نے اس معصوم مہرے کو اپنی انگلیوں پر نچاتے بازشاہ کو مات دی اور پھر وہ آہستہ آہستہ وہ سب کہتی گئی جو سائرہ بیگم نے خود اپنے منہ سے اسے بتایا تھا۔ اس کی باتیں سنتے عرشمان داؤد کا چہرا ایک ایک پل میں کئی کئی رنگ بدل رہا تھا۔

"میں مانتی ہوں عرشمان کہ مما نے بہت غلط کیا ہے' مگر پلیز آپ اور عانیہ انہیں معاف کردینا۔ یہ سب انہوں نے میری محبت میں کیا۔ مجھے بددعاؤں سے بہت ڈر لگتا ہے۔ عانیہ سے کہنا کہ وہ ہمیں بددعائیں نہ دے۔ وہ بہت اچھی اور معصوم لڑکی ہے' وہ ہمیں ضرور معاف کردے گی۔ تم۔۔۔ تم پلیز اسے بہت سی خوشیاں دینا' کیونکہ وہ ڈیزرو کرتی ہے۔" یکلخت ہی اس کی آواز بھیگ گئی' جبکہ عرشمان داؤد تو اک شاکڈ کی کیفیت میں گم صم ساکت جامد ششدر سا کسی بت کی مانند بیٹھا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اشنا اور کیا کہہ رہی تھی وہ تو بس اتنا جانتا تھا کہ اس کی عانیہ بے قصور ہے۔ اس کی عانیہ دھوکے باز نہیں ہے۔ یہ احساس اتنا آسودہ تھا کہ ایک عرصے کے بعد جیسے اس نے کھل کر سانس لیا تھا' مگر دوسرے ہی لمحے جب اپنا سلوک' ظلم اور زیادتی یاد آئی تو اس کا سر جھکتا چلا گیا۔

اشنا نے آہستہ سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا۔

"آئم سوری عرشمان۔" عرشمان نے سرخ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"میں نے بہت غلط کیا ہے' اشنا اس معصوم لڑکی کے ساتھ اس نے مجھ سے ٹوٹ کر محبت کی اور میں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

نے اسے اتنی ہی تکلیف دی۔"

"مجھے اندازہ تھا عرشمان' تمہاری شدت پسند طبیعت سے میں اچھی طرح واقف ہوں۔ اسی لیے تو تمہیں سچائی سے آگاہ کیا ہے۔ میری محبت میں مجبور ہو کر انہیں ذرا احساس نہ ہوا کہ وہ ایک یتیم بے سہارا لڑکی کے ساتھ کتنا غلط کر رہی ہیں۔" اور غلط تو عرشمان داؤد نے بھی کچھ کم نہ کیا تھا اس کے ساتھ۔ اسے لگا جیسے وہ ساری زندگی اس کے سامنے سر نہ اٹھا سکے گا۔ پچھتاوے ایسے تھے کہ کسی زہریلے ناگ کی طرح اسے ایک ایک پل میں ہزار ہزار بار ڈس رہے تھے۔

☆ ☆ ☆

وہ پردے برابر کرنے کے ارادے سے ابھی کھڑکی کی طرف بڑھی ہی تھی جب اسے لان میں کوئی ہیولا سا نظر آیا۔ ایک لمحے کے لیے تو وہ ڈر سی گئی۔ رات کے اس پہر آخر وہاں کون ہو سکتا ہے۔ اس نے انٹرکام پر چوکیدار کو مطلع کرنا چاہا تھا' مگر پھر جو کچھ چوکیدار نے کہا وہ اسے حیران کر گیا۔ عرشمان... اس وقت' یہ کب آئے... دل میں سوچتے اس کی نظر بڑی تیزی سے وال کلاک کی طرف اٹھی تھی جو رات کے گیارہ بجا رہا تھا۔

وہ لان میں ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا۔ نہ جانے وہ کب سے ٹہل رہا تھا کہ پھر تھک کر وہاں پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ کتنی دیر تو شش و پنج میں مبتلا وہیں کھڑی اسے دیکھتی رہی' مگر جب دل کو کسی صورت سکون نہ ملا تو لان میں چلی آئی۔

"عرشمان..." قریب پہنچ کر اس نے دھیرے سے پکارا تھا جب آنکھیں موندے کرسی کی بیک سے سر ٹکائے عرشمان داؤد نے سرعت سے آنکھیں کھولیں اور پھر یک ٹک کتنی دیر اس کے معصوم صبیح چہرے کی طرف دیکھتا رہا۔

"عرشمان چلیں اندر..." اس کے گم صم بے اختیار انداز نے عانیہ کو تشویش میں مبتلا کر دیا۔

"عانیہ..." اس نے زیر لب پکارا' مگر آواز اتنی آہستہ تھی کہ عانیہ تک نہ پہنچ سکی۔ اس کی آنکھوں کے سرخ کونے غیر محسوس سی نمی کی لپیٹ میں آنے لگے۔ اس نے گزرے چار مہینوں میں اتنی اس سے محبت نہ کی تھی جتنی ان تین مہینوں میں اس سے نفرت کی تھی جو صرف محبت کے قابل تھی۔ ملال' دکھ' تکلیف' ندامت کا احساس تھا کہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

"چلیں اندر چلتے ہیں۔" اس کا ہاتھ پکڑے ہی وہ اندر کی طرف بڑھ گئی۔ عرشمان داؤد نے اپنا ہاتھ کھینچنے کی ذرا کوشش نہ کی۔ کمرے میں آتے اس نے اسے بیڈ پر بٹھایا' مگر پھر جیسے ہی اس کے چہرے پر اس کی نظر پڑی تو وہ پریشان ہو گئی اور بولی۔

"اگر کسی چیز کی ضرورت ہے تو بتا دیں۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہاں اگر ایک کپ کافی مل جائے تو..." عانیہ سعید حیران حیران سی کمرے سے باہر نکلی تھی اور پھر کافی بناتے ہوئے بھی اس کی حیرت کم نہ ہوئی تھی۔ وہ کافی بنا کر جیسے ہی کمرے میں آئی عرشمان داؤد گہری نیند میں جا چکا تھا۔ اتنے کم وقت میں اتنی گہری نیند' وہ حیرت سے سوچ کر رہ گئی' پھر کافی کا مگ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے وہ تکیہ اٹھا کر صوفے پر آ کر لیٹ گئی۔ عرشمان داؤد کی کمرے میں موجودگی اسے عجیب سا سکون اور تحفظ فراہم کر رہی تھی۔ وہ آج ہر طرح کے ڈر' خوف کو پس پشت ڈالتے بہت سکون کی نیند سوئی تھی۔

صبح حسب معمول فجر کی اذان کے وقت ہی اس کی آنکھ کھلی تھی۔ وہ ابھی اٹھ کر بیٹھی ہی تھی جب دائیں طرف عرشمان کو جائے نماز پر بیٹھے اور ہاتھ دعا کی صورت اٹھائے دیکھ کر حیران ہوئی' مگر پھر اس کی بند آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھ کر وہ بے ساختہ ٹھٹکی۔ وہ کیا مانگ رہا تھا' وہ نہیں جانتی تھی' مگر وہ جو بھی مانگ رہا تھا بڑی لگن اور شدت سے مانگ رہا تھا۔

"یا اللہ تیرا بندہ جو بھی مانگ رہا ہے اسے دے دے۔ میں اسے اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی۔" اس نے دل ہی دل میں دعا کی اور پھر دوپٹا اوڑھتی وضو کی نیت سے واش روم میں گھس گئی۔ وضو کر کے جب وہ باہر آئی تو عرشمان داؤد اسے کہیں نظر نہ آیا' ہاں جاء

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نماز کو قضا نہیں کیا گیا تھا۔ یعنی وہ جانتا تھا کہ اس نے بھی نماز ادا کرنی ہے۔ وہ جاء نماز پر آکر کھڑی ہو گئی۔ نماز ادا کرنے کے بعد اس کی تمام تر دعاؤں کا دارومدار عرشمان داؤد کے ہی اردگرد گھومتا رہا۔ دعا کے بعد اس نے قرآن پاک کی تلاوت کی۔ ہلکی ہلکی بارش ہونے لگی تھی' مگر پھر دھیان جیسے ہی عرشمان داؤد کی طرف گیا تو وہ کچھ بے چین سی ہو گئی۔ باہر آگئی' مگر پورے گھر میں اس کا کوئی پتا نہ تھا۔ انٹر کام پر چوکیدار سے پوچھنے پر ہی معلوم ہوا کہ وہ گھر میں نہیں ہے۔ وہ افسردہ اور بوجھل سے دل کے ساتھ کمرے میں لوٹی' نہ جانے اب وہ دوبارہ کب آئے۔ وہ بیڈ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ جب سائیڈ ٹیبل پر پڑے کاغذ پر اس کی نظر پڑی۔ وہ ہینڈ رائٹنگ عرشمان داؤد کی تھی اور یہ ہی وجہ تھی کہ وہ اسے تھام گئی۔

اگر تم جان جاؤ تو
محبت تم ہی ہو میری
میرے دل پر
میرے دل میں
جو پہلا عکس ابھرا تھا
وہ تیرا چاند چہرہ تھا
محبت تم ہی ہو میری
کہ چاہت تم ہی ہو میری

اس کی آنکھیں تیزی سے بھیگی تھیں۔ بھیگی بھیگی پلکوں سے وہ کتنی دیر ان لفظوں کو دیکھتی رہی' پھر نہ جانے اس کے دل میں کیا سمائی کہ دراز سے قلم نکال کر لکھنے لگی۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے
بھکاری بن بھی جائے من
محبت پھر نہیں ملتی
اندھیری رات میں اکثر
جھپک کر بھیگی پلکوں کو
وہ پہروں چاند کو تکنا
وہ چاند جیسے دائروں میں
تمہارا ذکر رکھ لینا
تمہاری فکر رکھ لینا
تمہیں کیسے بتاؤں میں
تمہارا نام ہونٹوں پر
ہنسی بن کر مہکتا ہے
تمہارا ذکر راتوں میں
خوشی بن کر چھکتا ہے
دھڑکتے دل کی
ہر دھڑکن
تمہارا نام لیتی ہے
تمہارا ورد کرتی ہے
محبت روشنی بن کر
میری آنکھوں میں رہتی ہے

Downloaded From
Paksociety.com

اس نے وہ صفحہ دوبارہ اسی ٹیبل پر رکھ دیا اور خود آکر بیڈ پر لیٹ گئی۔ اسے اپنے اعصاب کچھ تھکے تھکے سے لگے' آنکھیں موند کر اس نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی اور پھر کب اس کی آنکھ لگی اسے کچھ خبر نہ ہوئی۔ پھر تقریباً" نو بجے کے قریب جاکر اس کی آنکھ کھلی تھی۔ اتنی بھرپور نیند نے اس کی طبیعت کو ایک دم ہشاش بشاش کر دیا۔ دوپٹا اوڑھتے وہ بیڈ سے نیچے اترنے لگی تھی' جب اس کی نظر صوفے پر بیٹھے عرشمان داؤد کے وجود سے ٹکرائی۔ اس کے ہاتھ میں وہی صفحہ تھا وہ گھبرا سی گئی۔ ان بدلتے موسموں سے وہ ابھی تک اچھی طرح آگاہ نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے اس کے ردعمل کے حوالے سے کسی بھی قسم کا اندازہ ٹھیک سے نہیں لگا سکتی تھی۔

وہ اٹھا۔ عانیہ کا دل بے ساختہ دھڑکا۔ نہ جانے اب کیا کہہ دے۔ وہ بیڈ پر اس کے قریب ہی آبیٹھا۔

"تھینکس۔" عانیہ نے نظریں اٹھائیں۔ وہ تھینکس کی وجہ نہ سمجھ پائی تھی۔ "میری فیلنگز کو کمپلیٹ کرنے کے لیے۔" وہ مسکرایا' آج کتنے عرصے کے بعد اس نے ان ہونٹوں کو مسکراتے ہوئے دیکھا تھا' نظر جیسے ٹھہر سی گئی۔ "یہ نظم نہیں' یہ ہماری فیلنگز ہیں۔ اس میں ہم دونوں کے احساسات و جذبات چھپے ہیں۔ یہ میرے لیے بہت انمول ہے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کسی قیمتی خزانے کی طرح سنبھال کر رکھوں گا میں اسے۔۔۔ نہیں' بلکہ ایسا کروں گا اس کا بہت خوب صورت فریم بنا کر اپنے بیڈ روم میں لگادوں گا' تاکہ یہ ہر پل ہم دونوں کی نظروں کی گرفت کے سامنے رہے۔" وہ دھیمی سی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے کہہ رہا تھا اور عانیہ کی سماعتوں پر حیرتوں کے پہاڑ توڑ رہا تھا۔ یہ انداز' یہ لب و لہجہ عرصہ گزرا جیسے اس کے لیے اجنبی ہو چکا تھا۔

"عانیہ۔۔۔" اس نے دھیرے سے پکارا تھا۔

"اگر صبح کا بھولا لوٹ آئے تو۔۔۔ کیا تم اسے معاف کردو گی۔" اس نے عانیہ کا کپکپاتا ہاتھ تھاما جو ابھی تک بے یقین نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ "انسان تو خطا کا پتلا ہے نا' غلطیاں بھی ہوتی ہیں اور غلط فہمیاں بھی۔" عانیہ کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔ وہ جھکا گئی۔

"آئی ایم سوری عانیہ! رئیلی ویری سوری۔ میں جانتا ہوں میں نے تمہارے ساتھ بہت غلط کیا ہے' مگر میرا یقین کرو ان دنوں میں ایسی کیفیت کے زیر اثر تھا۔ کہ پوری دنیا کو آگ لگا دینا چاہتا تھا۔"

اس کی حالت دیکھتے عانیہ کی آنکھیں بھی بھر آئیں۔ آنکھوں کے آنسوؤں کے ساتھ ساتھ ہونٹوں سے ہلکا سا شکوہ بھی پھسل آیا۔ "اتنی سنگ دلی عرشمان"

"جانتا ہوں میں نے بہت ظلم کیے ہیں تم پر۔۔۔ میں معافی کے قابل تو نہیں ہوں' لیکن اگر تم معاف کردو تو۔۔۔ میں دنیا بھر کی خوشیاں لاکر تمہارے قدموں میں ڈھیر کردوں گا' تمہیں اپنے پیار' اپنی محبت کی بارش میں اس طرح سے بھگو دوں گا کہ تمہارے تمام دکھوں کا مداوا ہو جائے۔ جانتی ہو اگر ابھی بھی مجھے سچائی کا پتا نہ چلتا تو یہ جنون' یہ وحشت مجھے نہ جانے اور کہاں تک لے جاتی۔"

"سچائی۔۔۔ کیسی سچائی۔۔۔" عانیہ نے کم فہمی سے اس کی طرف دیکھا۔ جب وہ اشنا سے ملاقات کی ساری باتیں آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر بتانے لگا۔ عانیہ کے چہرے نے ایک ایک پل میں کئی کئی رنگ بدلے تھے۔ اسے جیسے اپنی سماعتوں پر یقین نہ آیا۔ حیران پریشان چہرے اور بے یقینی کے احساس سے پھیلی آنکھوں سے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

آنٹی سائرہ جسے اس نے اپنی ماں کا درجہ دیا تھا' ان کا اتنا بھیانک روپ وہ کسی صورت برداشت نہ کر پائی تھی۔ عرشمان داؤد نے اس کے ہچکولے کھاتے وجود کو بہت نرمی سے اپنے ساتھ لگالیا۔ اس کی اندرونی کیفیت کو وہ بہت اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔

"میں اشنا کی اس اتنی بڑی نیکی کی خاطر ہی اس کی ماں کو معاف کرتی ہوں' میرا اللہ بھی انہیں معاف کرے۔" اور عرشمان داؤد تو جیسے متحیر سا رہ گیا۔ آخر کیا تھی وہ جس کی وجہ سے اسے اتنی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا اسے' اس نے پل میں معاف کردیا تھا۔ اس کے دل میں اس کے لیے محبت کے ساتھ ساتھ تفغر بھی بلند ہوا۔ ایک دم کچھ یاد آنے پر وہ بولی۔ "آپ اتنی صبح صبح کہاں گئے تھے اور وہ بھی بارش میں؟" وہ کچھ بھی کہے بغیر اٹھا اور پھر الماری کے نیچے جانے والے خانے سے بڑا سا پیکٹ نکالتے دوبارہ اس کے قریب چلا آیا۔ "یہ لینے۔"

"یہ کیا ہے؟" اتنے بڑے بوری نما پیکٹ کو دیکھتے وہ حیرانی سے بولی۔

"خود ہی دیکھ لو۔۔۔" اس نے سارا پیکٹ بیڈ پر الٹ دیا۔ عانیہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ بہت خوب صورت ڈریس' جوتا' جیولری' چوڑیاں' پرفیوم' میک اپ اور بھی نہ جانے کیا کچھ نکلا تھا اس پیکٹ سے۔

"یہ ساری شاپنگ میں نے کل کی تھی تمہارے لیے' یہ سب ادھر والے گھر میں تھا' آج صبح یہ ہی لینے گیا تھا۔"

"عرشمان۔۔۔" عانیہ کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

"جو ہو گیا اسے ایک بھیانک خواب سمجھ کر بھول جاؤ عانیہ' آگے تمہاری راہوں میں پھول ہی پھول ہوں گے۔ یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔ کبھی بھول سے بھی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

کسی دکھ کو تمہارے قریب نہیں آنے دوں گا اور اب پلیز جلدی سے تیار ہو جاؤ' کیونکہ تمہارے اصل گھر میں تمہارے اپنے تمہارا شدت سے انتظار کر رہے ہیں۔"

"بی جی اور انکل کیا وہ سب جانتے ہیں' کیا وہ مجھے ایکسیپٹ کرلیں گے؟" اس نے نامعلوم سے کسی ڈر کے زیر اثر پوچھا۔

"بی جی سے تو آج صبح ہی خاصی ڈانٹ کھا کر آیا ہوں' بہت مشکلوں سے منایا ہے انہیں' اس وعدے کے ساتھ کہ آج تم ان کے روبرو ہوگی۔ خاصی بے چینی سے ویٹ کر رہی ہوں گی تمہارا اور پاپا کے ساتھ تو نکاح سے اگلی صبح ہی کافی جھڑپ ہوئی تھی میری۔ آنٹی نے کافی نمک مرچ لگا کر پاپا کے میرے خلاف کان بھرے تھے۔"

"اور اب کیا وہ مجھے قبول کرلیں گے؟" وہی خدشہ۔۔۔

"پاگل۔۔۔ ایک ہفتے بعد ہی انہوں نے مجھے کہہ دیا تھا کہ میں تمہیں گھر لے آؤں' کیونکہ وہ ولیمہ کی دعوت کرنا چاہتے تھے' مگر پھر میری خودسری اور ضد کے آگے وہ کافی مایوس اور ناراض ہوئے تھے۔ میں تو انتقام کی آگ میں ایسا اندھا ہو چکا تھا کہ کچھ بھی سمجھنے کو تیار نہ تھا۔ پاپا نے مجھے کافی سمجھایا تھا' مگر پھر مجھے میرے حال پر چھوڑ دیا اور اس وقت بی جی اور پاپا دونوں ہی بڑے بے چینی سے تمہارا ویٹ کر رہے اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ تم انہیں ان کا ولی عہد دینے والی ہو۔"

"کیا۔۔۔ آپ نے انہیں یہ بھی بتا دیا۔" اس کا چہرہ شرم سے ایک دم سرخ پڑ گیا۔

"اور اب جلدی سے تیار ہو جاؤ۔" وہ اس کی ننھی سی ناک دباتے مسکراتے ہوئے بولا۔ جھینپتے ہوئے سرخ چہرے کے ساتھ وہ آہستہ سے سر اثبات میں ہلا گئی۔

ریڈ کلر کی ٹیٹ کی فراک پہنے ساتھ میچنگ جیولری' جوتی پہنے اور ہلکا ہلکا میک اپ کیے وہ اس وقت

بیوٹی بکس کا تیار کردہ

سوہنی ہیئر آئل

SOHNI HAIR OIL

- گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے
- نئے بال اگاتا ہے۔
- بالوں کو مضبوط اور چمکدار بناتا ہے۔
- مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے یکساں مفید۔
- ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

قیمت۔/120 روپے

سوہنی ہیئر آئل 12 جڑی بوٹیوں کا مرکب ہے اور اس کی تیاری کے مراحل بہت مشکل ہیں لہٰذا یہ تھوڑی مقدار میں تیار ہوتا ہے، یہ بازار میں یا کسی دوسرے شہر میں دستیاب نہیں، کراچی میں دستی خریدا جا سکتا ہے، ایک بوتل کی قیمت صرف۔/120 روپے ہے، دوسرے شہر والے منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ پارسل سے منگوالیں، رجسٹری سے منگوانے والے منی آرڈر اس حساب سے بھجوائیں۔

2 بوتلوں کے لئے ---------- 300/- روپے
3 بوتلوں کے لئے ---------- 400/- روپے
6 بوتلوں کے لئے ---------- 800/- روپے

نوٹ: اس میں ڈاک خرچ اور پیکنگ چارجز شامل ہیں۔

منی آڈر بھیجنے کے لئے ہمارا پتہ:

بیوٹی بکس، 53-اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی

دستی خریدنے والے حضرات سوہنی ہیئر آئل ان جگہوں سے حاصل کریں

بیوٹی بکس، 53-اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی

مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37-اردو بازار، کراچی۔

فون نمبر: 32735021

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

انتہا کی خوب صورت لگ رہی تھی۔ ڈریسنگ روم سے وہ جیسے ہی باہر آئی عرشمان داؤد کی نظر واپس پلٹنا بھول گئی۔

"ایسے لگتا ہے جیسے آج چاند زمین پر اتر آیا ہو۔" اس کی طرف بڑھتے وہ بے خود سا بڑبڑایا تھا۔ عانیہ سعید کی دھڑکنیں اتھل پتھل ہونے لگیں۔ رخساروں پر لالی چھلکنے لگی۔ عرشمان داؤد کے دیکھنے کا انداز' آنکھوں سے پھوٹتی روشنیاں' ہاتھوں سے لپکتے استحقاق کے جگنو' ہونٹوں پر مچلتی بے تاب حسرتیں عانیہ سعید کو سر سے لے کر پاؤں تک محبت کی بارش میں بھگوتی چلی گئیں۔ لاج کے مارے اس کی آنکھیں بند ہونے کے قریب تر ہو گئیں۔ اس نے کبھی خواب میں بھی نہ سوچا تھا کہ عرشمان داؤد زندگی کے کسی موڑ پر اس پر اس طرح بن بادل برسات کی طرح برس کر اسے اندر تک معتبر کردے گا۔ وہ معصوم سی لڑکی اپنی بے ربط دھڑکنوں کو سنبھالتے خود پر جھکے اپنے سائبان تلے جیسے مکمل طور پر چھپتی جارہی تھی۔ فقط کچھ ہی لمحے سرکے تھے' مگر ان لمحوں نے عانیہ سعید کو انمول کردیا تھا۔

"چلیں۔۔۔ اس حسن و رعنائی کے پیکر کو دیکھتے عرشمان داؤد نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ آنکھیں تھیں کہ سیر ہی نہ ہو رہی تھیں۔ عانیہ سعید نے جھکی جھکی پلکوں سے اپنا ٹھنڈا کپکپاتا ہاتھ اس کی مضبوط مردانہ ہتھیلی پر رکھ دیا۔ وہ دونوں ایک ساتھ ہی کمرے سے نکلے تھے۔ سامنے ہی زینی ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے کھڑی تھی۔ عرشمان داؤد کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالتے وہ تقریباً" دوڑتے ہوئے اس کے قریب گئی اور پھر بڑی شدت سے اس کے گلے لگی تھی۔

"تم مجھے بہت عزیز ہو زینی' کیونکہ تم میرے دکھ سکھ کی ساتھی ہو' میری سکھی ہو۔"

"میں جانتی ہوں' مگر کیا آپ یہ جانتی ہیں کہ یہ عرشمان صاحب بھی جانتے ہیں' اسی لیے تو وہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے کر جارہے ہیں' صرف اور صرف آپ کے لیے' آپ کی خوشی کی خاطر۔"

"کیا۔۔۔ واقعی۔۔۔" عانیہ کو خوش گوار حیرت ہوئی تھی' اسی لیے تیزی سے پلٹ کر اس نے عرشمان داؤد سے پوچھا جس نے مسکراتے ہوئے تائیدی انداز میں سر اثبات میں ہلا دیا اور عانیہ سعید کے اندر تک اطمینان پھیلتا چلا گیا۔

"تھینک یو عرشمان! تھینک یو سو مچ۔۔۔ یہ بہت اچھا تحفہ ہے میرے لیے۔" اس کے قریب آتے عانیہ نے سرشاری سے مسکراتے ہوئے کہا' عرشمان داؤد کی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔

عانیہ سعید کا استقبال اس انداز میں ہوا کہ کیا ہی کبھی کسی نے کسی کا کیا ہو۔ ان کی گاڑی کو گیٹ سے باہر ہی روک دیا گیا تھا۔ پورا گیٹ کھلا ہوا تھا۔ اندر کا سارا منظر واضح نظر آرہا تھا۔ عانیہ تو گاڑی سے نکلتے جیسے دم بخود سی رہ گئی۔ گھر تو بہت خوب صورت طریقے سے سجایا گیا تھا۔ پوری روش سرخ گلابوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ دائیں طرف بہت سے لوگ ہاتھوں میں مختلف قسم کے قیمتی بکے تھامے اس کے استقبال کے لیے کھڑے تھے' جبکہ بائیں جانب ایک میوزیکل گروپ اپنی دلکش آواز کے جادو جگاتا اسے ویل کم کہہ رہا تھا۔ کھیردار سرخ نیٹ کی بے تحاشا قیمتی فراک دونوں ہاتھوں سے تھامے عرشمان داؤد کے قدموں سے قدم ملا کر چلتی وہ کسی ریاست کی شہزادی ہی لگ رہی تھی۔ اس کے ایک قدم پیچھے چلتی زینی تمام بکے تھام کر ساتھ چلتے ملازموں کو پکڑاتے جارہی تھی۔ روش کے سرے پر ہی بی جی اپنی بانہیں کھولے بھیگی پلکوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ وہ بھاگی اور پھر ان کی کھلی بانہوں میں آسمائی۔ وہ جیسے ہی بی جی کے گلے لگی بہت تالیوں کی گونج میں بہت سے پھولوں کی برسات ان پر ہوئی تھی۔

"میری دھی۔۔۔" انہوں نے فرط مسرت سے اس کی مہکتی پیشانی چوم لی۔ عانیہ سعید کے اندر تک ٹھنڈک اترنے لگی۔ آنکھوں کے گوشے بھیگنے لگے۔ ان سے مل کر وہ آہستہ سے چلتے داؤد انکل کی طرف بڑھی۔ جنہوں نے اک خوب صورت سی مسکراہٹ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے ساتھ دست شفقت اس کے سر پر رکھا۔

"ویل کم ٹو مائے پیلس مائے سویٹ ڈاٹر۔ آپ ہم سب کے لیے بہت اہم ہو عانیہ' جو ہو گیا اسے بھول کر اب اس حقیقت کو ایکسیپٹ کر لیں کہ آپ اسی گھر کا ایک حصہ ہیں۔ میں اکثر بیٹی کی بہت کمی محسوس کرتا تھا' مگر اب آپ کے آنے سے وہ کمی دور ہو گئی ہے۔" داؤد صاحب کے کہنے پر بڑی تیزی سے اس کے آنسو چمکے تھے۔

"نہ... نہ... رونا نہیں بچے... اب آپ کے خوشی کے دن شروع ہو چکے ہیں اور زندگی کی آخری سانس تک ہم سب آپ کو خوش ہی دیکھنا چاہیں گے۔" داؤد صاحب نے اس کے سر کو سہلایا۔

اتنی محبت' اتنی چاہت... اس کی نظر بے اختیار دائیں طرف کھڑے عرشمان داؤد کے چمکتے چہرے پر ٹھہر سی گئیں۔ "تمہارا بہت بہت شکریہ اے میرے دل کے مسیحا۔ واقعی تم نے اپنا کہا سچ ثابت کر دیا ہے۔ میرے تمام دکھوں کا مداوا ہو گیا ہے۔ میرا دل اندر تک پر سکون ہو گیا ہے۔ ان خوب صورت لمحوں کے عوض تو میں اپنے تمام دکھ بھول چکی ہوں۔ تم نے میری زندگی کو مسرتوں سے بھر دیا ہے۔" دھیمی مسکراہٹ سجائے ہونٹوں اور نمکین بھیگی پلکوں سے اس کی طرف دیکھتے عانیہ سعید نے آنکھوں کے رستے اسے پیغام پہنچایا تھا۔ اس خاموش پیغام کو عرشمان داؤد نے بڑی تفصیل سے پڑھتے اسی تفصیل سے جواب دیا۔

"یہ تو کچھ بھی نہیں ہے اے میری زندگی میں جب تک جیوں گا میری سوچوں کے دائرے میں تمہاری فکر' تمہارا ذکر اور تم سے وابستہ ہر خوشی کا خیال ہو گا۔ تم نے مجھے معاف کر کے میری زندگی میں لوٹ کر جو مجھ پر احسان کیا ہے میں زندگی کی آخری سانس تک اس کا قرض ہی اتارتا رہوں گا۔ تمہارے دامن میں اتنی خوشیاں ڈالوں گا کہ وہ کم پڑ جائیں گی' مگر خوشیاں کم نہ ہوں گی۔ تم میری زندگی ہو' میرا دل ہو' میرے سب سے خوب صورت اور قیمتی خواب کی تعبیر ہو۔

میری چاہت
میری محبت
میری وفا
میرا یقین
میرا جنون
میری دیوانگی ہو
تمہارے لیے تو میں جتنا بھی کروں کم ہے۔ میں تمہارا اسیر ہوں اور اس اسیری میں تمام عمر قید رہنا چاہوں۔ اسی میں میری اور میرے دل کی خوشی ہے۔"

دونوں کی آنکھیں محبت کے معتبر احساس سے چمک رہی تھیں اور محبت بہت شاداں و فرحاں ان کے درمیان موجود دھیمے دھیمے مسکرا رہی تھی' محبت نے ہارنا کب سیکھا ہے اور یہاں بھی جیت آخر محبت کی ہی ہوئی تھی۔

☆ ☆

خواتین ڈائجسٹ
کی طرف سے بہنوں کے لیے ایک اور ناول

دستِ کوزہ گر

نوریہ یاسمین

قیمت -/750 روپے

منگوانے کا پتہ:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ: 37 - اردو بازار، کراچی۔ فون نمبر 32735021

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY